ابنِ صفی

جلد نمبر
6

جاسوسی دنیا

18- عجیب آوازیں

19- رقاصہ کا قتل

20- نیلی روشنی

جاسوسی دنیا نمبر 19

رقاصہ کا قتل

(مکمل ناول)

پیش رس

"رقاصہ کا قتل" جاسوسی دنیا کا انیسواں شمارہ ہے۔ یہ ناول بھی ابن صفی کے ان سابقہ ناولوں میں سے ایک ہے، جو اپنی دلچسپ اندازِ بیان، سنسنی خیز واقعات اور تحیر کی بناء پر بے پناہ مقبولیت حاصل کر چکا ہے اور جاسوسی ناولوں میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس کی کہانی رام گڈھ کی سر سبز اور شاداب پہاڑیوں کے دامن سے ابھرتی ہے اور ابتداء ہی سے پڑھنے والے کی دلچسپی اپنے اندر جذب کر لیتی ہے پھر یہی دلچسپی آگے چل کر حیرت و استعجاب کے اس نکتہ تک پہنچ جاتی ہے، جہاں پڑھنے والا خود اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔

اس ناول میں سرجنٹ حمید اور انسپکٹر فریدی کا طریقہ کار بھی بالکل جداگانہ ہے۔ دونوں آخر وقت تک اپنی اپنی شخصیتوں کو چھپائے رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ مقامی پولیس انہیں بھی مشتبہ لوگوں کی فہرست میں شامل کر لیتی ہے۔ اس موقع پر حمید کی ظرافت کہانی کو اور پُر لطف بنا دیتی ہے۔ خاص طور سے اس کی اور پولیس انسپکٹر رام سنگھ کی نوک جھونک بے حد دلچسپ ہے۔

فریدی کا پُر وقار کردار اس ناول میں بھی اپنی مخصوص ذہانت کے ساتھ سامنے آتا ہے اور سراغ رسانی کا ایک انوکھا معیار پیش کرتا ہے۔

ابن صفی کے گذشتہ کارناموں میں یہ ناول جرائم، رومان اور سراغ رسانی کا ایک عجیب و غریب ماحول پیش کرتا ہے۔

"پبلشر"

رقاصہ کی برہنہ لاش

رام گڈھ کی سرسبز شاداب پہاڑیوں کے دامن میں پیراڈائز ہوٹل کی خوبصورت عمارت کسی انگوٹھی میں جڑے ہوئے ہیرے کے نگ سے کم حسین نہیں معلوم ہوتی۔ عمارت کے چاروں طرف ہرے بھرے میدان ہیں اور پھر وہ میدان بتدریج بلند ہوتے ہوئے پہاڑوں کی شکل میں تبدیل ہوگئے ہیں۔ مغربی گوشے میں ایک جھیل ہے جس کے چاروں طرف دیودار کے درخت عشق پیچاں کی بیلوں سے ڈھکے ہوئے تنوں سمیت پُر وقار انداز میں کھڑے ہوئے ہیں۔ موسم بہار میں یہ بیلیں ننھے ننھے سرخ پھولوں سے ڈھک جاتی ہیں اور پھر جھیل کے شفاف سینے پر چنگاریاں ہی چنگاریاں نظر آتی ہیں۔ ہوٹل کی طرف سے یہاں ایک جانب ایک پختہ گھاٹ بنایا گیا ہے اسی کے متصل ایک کافی طویل و عریض پختہ فرش ہے جسے اسکیٹنگ اور ڈانس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ فرش کے چاروں طرف بے شمار سدا بہار درخت ہیں جن کی چوٹیوں پر برقی فانوس لگائے گئے ہیں۔ رات میں ان کی سبز روشنی سدا بہار درختوں کو ایک نئی زندگی بخش دیتی ہے۔

آج مطلع صبح ہی سے ابر آلود تھا۔ اس لئے گھاٹ پر کافی رونق تھی۔ کچھ نہا رہے تھے اور کچھ دھوپ نہ ہونے کے باوجود بھی رنگ برنگی چھتریوں کے نیچے مختلف قسم کی تفریحات میں مشغول تھے۔ کچھ نوخیز جوڑے پختہ فرش پر اسکیٹنگ کر رہے تھے۔ فضا میں بے شمار ہلکی، بھاری، بھدی اور سریلی آوازوں کی وجہ سے عجیب سا ارتعاش پیدا ہو گیا تھا۔

سرجنٹ حمید ایک چھتری کے نیچے بیٹھا پانی میں ابھرتے اور ڈوبتے ہوئے صندلی جسموں کو ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا تھا۔ اسی کے قریب ایشیا کا جوان سال اور مشہور ترین سراغ رساں انسپکٹر فریدی چت لیٹا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ دونوں میدانی علاقے کی جھلسا دینے والی گرمی سے تنگ

آکر رام گڈھ آئے تھے۔ خوش قسمتی سے انہیں پیراڈائیز ہوٹل میں ایک بڑا کمرہ مل گیا تھا ورنہ آج کل یہاں سے لوگوں کو عموماً مایوس لوٹنا پڑتا ہے، وجہ یہ ہے کہ اس ہوٹل کے علاوہ یہاں اور کوئی ایسا ہوٹل نہیں ہے جہاں ضروریات زندگی کے ساتھ ہی ساتھ جمالیاتی حسن کی تسکین کے مواقع بھی نصیب ہو سکیں! آج کل بھی یہاں سے روزانہ متعدد سیاح ناکام لوٹ رہے ہیں۔

فریدی جس کی تفریح کا معیار ہی سب سے الگ تھا محض حمید کے بے پناہ اصرار کی بناء پر اس ہوٹل میں ٹھہرا تھا۔ بات یہ تھی کہ وہ ان واقعات میں جب کہ سرکاری کاموں سے اسے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا صرف مطالعہ کرنا پسند کرتا تھا لہٰذا وہ اپنے ساتھ کثیر تعداد میں کتابیں لایا تھا اور کچھ یہاں خریدیں تھیں حمید کے رنگین مشاغل سے اسے قطعی دلچسپی نہ تھی لیکن کبھی کبھی اس کے اصرار پر اسکیٹنگ اور ڈانس میں حصہ لینا ہی پڑتا تھا۔

حمید نے ایک ہفتہ کے اندر کئی لڑکیوں سے جان پہچان پیدا کرلی تھی اور ان پر بے تحاشہ روپیہ برباد کررہا تھا۔ فریدی نے کئی بار سمجھانے کی کوشش کی لیکن کون سنتا تھا۔

اس وقت وہ بڑی دیر سے ان میں سے کسی لڑکی کا انتظار کررہا تھا۔ اس نے نہانے کے لباس پر لبادہ پہن رکھا تھا۔

"تم کب نہاؤ گے۔" دفعتاً فریدی نے اس سے پوچھا۔

"پرسوں۔" حمید نے لاپروائی سے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

"غالباً کسی کا انتظار ہورہا ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

جی.... ہاں.... پھر! آپ سے مطلب۔"

"ارے حمید کے بچے! دماغ کی چولیں پھر ڈھیلی ہوئیں۔" فریدی کتاب رکھ کر اٹھ بیٹھا۔

"ہلو سلیم۔" دفعتاً ایک سریلی آواز سنائی دی اور حمید چونک کر پلٹا۔ ایک نیم عریاں اینگلو انڈین لڑکی اسے اپنی طرف مخاطب کررہی تھی۔

"ہلو....!" حمید اٹھتا ہوا بولا۔ "تم آگئیں! بہت دیر کردی تم نے۔"

حمید نے اپنا لبادہ اتار پھینکا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جھیل میں کود پڑا۔

فریدی بُرا سا منہ بنا کر پھر لیٹ گیا۔ وہ حمید کی انہیں حرکتوں کی بناء پر ہوٹلوں کے رجسٹروں میں اپنا صحیح نام و پتہ لکھوانا پسند نہیں کرتا تھا۔ یہاں بھی اس نے اپنا نام کیپٹن عابد اور حمید کا نام

کیپٹن سلیم لکھوایا تھا۔

حمید دو تین غوطے لگانے کے بعد پھر باہر نکل آیا اس کے ساتھ اینگلو انڈین لڑکی بھی تھی۔

دونوں چھتری کے نیچے آ بیٹھے! فریدی بدستور لیٹا رہا۔

"کیپٹن عابد کو تفریحات سے کوئی دلچسپی نہیں۔" لڑکی ہنس کر بولی۔

فریدی نے کتاب ایک طرف رکھ دی اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کس قسم کی تفریحات چاہتی ہو۔" اس نے لڑکی سے پوچھا۔ پوچھنے کا انداز کچھ اس قسم کا تھا کہ لڑکی بوکھلا کر بغلیں جھانکنے لگی۔ فریدی کی غیر متحرک آنکھیں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں دراصل اس قسم کی تفریحات پسند کرتا ہوں۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ اس نے نیچے جھک کر حمید کو گود میں اٹھا لیا۔

"یہ کیا کرتے ہیں۔" حمید مچل کر بولا۔

"تفریح۔" فریدی اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے پُر سکون لہجے میں بولا اور پھر دو تین قدم آگے بڑھ کر اس نے حمید کو جھیل میں اچھال دیا۔ قریب بیٹھے ہوئے لوگ چونک کر اسے گھورنے لگے لیکن کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ فریدی اینگلو انڈین لڑکی کی طرف مڑا جو گھبرا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اسے فریدی کا چہرہ حد درجہ سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"اور اب تم بتاؤ۔"

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔" حمید ہانپتا ہوا بولا' جو جھیل سے نکل آیا تھا۔

"تفریح۔"

"میں اس قسم کا مذاق پسند نہیں کرتا۔" حمید نے جھلا کر کہا۔

"میں تمہاری پسند کی پرواہ کب کرتا ہوں۔" فریدی خشک لہجے میں بولا۔

لڑکی بغیر کچھ کہے سنے وہاں سے کھسک گئی۔

فریدی اطمینان سے بیٹھ کر سگار سلگانے لگا۔

"لوگ آپ کو پاگل سمجھنے لگیں گے۔" حمید تھوڑی دیر بعد تلخ لہجے میں بولا۔

"اور میرے لئے یہ ایک حسین ترین اطلاع ہو گی۔"

"آپ نے اس وقت مجھے کافی شرمندہ کیا ہے۔"

"اور اب یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آؤ گے۔" فریدی نے کہا۔

"آپ مجھے اس طرح ریگستان نہیں بنا سکتے۔"

"مجھے اس کا اعتراف ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب تم پر عشق سوار ہوا کرے تو مجھ سے دور ہی رہا کرو۔"

"تو کیا میں اس وقت آپ کے سر پر سوار تھا۔"

"بکو مت۔" فریدی جھنجھلا کر بولا۔ "مجھے کیا کرنا ہے! جاؤ جہنم میں ننگے ہو کر ناچو نالیوں میں ناک رگڑتے پھرو۔"

فریدی سگار پھینک کر پھر لیٹ گیا۔ حمید جھلا کر کپڑے پہننے لگا۔ چار بج چکے تھے اور ہوا میں کچھ کچھ خنکی پیدا ہو چکی تھی۔ فریدی نے قریب سے گزرتے ہوئے ایک ویٹر سے چائے لانے کو کہا۔ پھر حمید کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کہاں چلے؟"

"کہیں نہیں!" حمید منہ چڑھا کر بولا۔

"بیٹھو۔" فریدی کے لہجے میں تلخی تھی۔

"واہ یہ اچھی زبردستی۔"

"چپ رہو۔"

حمید دانت پیستا ہوا بیٹھ گیا۔

"غالباً اس لونڈیا سے معافی مانگنے جا رہے تھے۔" فریدی نے کہا۔ "وہ جو ایک پگ وہسکی پر خود کو بیچ دیتی ہے۔ آدمی بنو صاحب زادے! اس طرح اپنا وقار ہاتھ سے نہ جانے دو۔"

"بس آپ ہی وقار کو شہد لگا کر چاٹا کریں۔" حمید منہ بنا کر بولا۔ "میں بے وقار ہی بھلا۔ دوسری بار دنیا میں نہیں آنا ہے۔"

"لیکن اس طرح تم جلد ہی دوسری دنیا میں پہنچ جاؤ گے۔"

"آپ کاندھا نہ دیجئے گا میرے جنازے کو۔"

"اچھا بکواس بند! تم نہیں جا سکتے۔"

حمید دوسری طرف منہ پھیر کر بیٹھ گیا۔

شام کی چائے کے لئے بینڈ بجنا شروع ہو گیا تھا ایک اینگلو انڈین لڑکی سریلی آواز میں "دی پلگرمس آف دی ملکی وے" گا رہی تھی۔ لوگ چھتریوں کے نیچے سے اٹھ کر پختہ فرش کے کنارے پڑی ہوئی میزوں کے گرد آبیٹھے تھے۔ فریدی نے حمید کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا۔ حمید نے اٹھ ہی جانے میں مصلحت بھی سمجھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پھر دوسروں کے لئے مذاق کا موضوع بنے۔

وہ دونوں ایک میز کے گرد آبیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر چائے لایا۔

"کیا سوچ رہے ہو۔" فریدی نے حمید کو پھر چھیڑا۔

"کیا اب سوچنے پر بھی پابندی لگائی جائے گی۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔

فریدی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک سب انسپکٹر پولیس دو کانسٹیبلوں اور ایک ویٹر کے ساتھ ان کی میز کے قریب آکر رک گیا۔

"کیپٹن عابد اور کیپٹن سلیم۔" سب انسپکٹر دونوں کو گھورتا ہوا آہستہ سے بولا۔

فریدی نے داہنی بھوں چڑھا کر پُر وقار انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"کہئے۔"

"آپ لوگ کمرہ نمبر چالیس میں مقیم ہیں نا۔"

"ہاں.... آں۔" فریدی جیب میں ہاتھ ڈال کر سگار کیس ٹٹولتا ہوا بولا۔

"کمرہ نمبر اکتالیس میں کون ہے؟" سب انسپکٹر نے پوچھا۔

"ہوٹل کا رجسٹر ملاحظہ فرمایئے۔" فریدی نے کہا اور سگار سلگانے لگا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ آپ ان لوگوں سے واقف ہیں۔" سب انسپکٹر نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔" حمید جلدی سے بولا۔ "ایک مس پروین ہے اسٹار ڈانسنگ پارٹی کی مغنیہ اور دوسری پارٹی کی رقاصہ دیاوتی۔"

"آپ انہیں کب سے جانتے ہیں؟"

"آپ کا مطلب کیا ہے۔" فریدی سگار کو ایش ٹرے میں رکھتا ہوا بولا۔

"دیاوتی کو کسی نے کمرہ نمبر اکتالیس میں قتل کر دیا۔"

"اوہ....!"

حمید بوکھلا کر فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ لوگ اپنے کمرے میں کب گئے تھے۔" سب انسپکٹر نے پوچھا۔

"دو بجے۔"

"کتنی دیر تک وہاں رہے۔"

"جتنی دیر تک ہمارا دل چاہا۔" حمید نے منہ بنا کر کہا۔

"جی....!" سب انسپکٹر اُسے گھور کر بولا۔ "آپ کو کافی احتیاط سے گفتگو کرنی چاہئے یہ نہ بھولئے کہ مقتولہ کا کمرہ آپ کے کمرے سے ملا ہوا ہے۔"

"تو اس کے ذمہ دار ہم تو نہیں۔" حمید نے کہا۔

"چپ رہو۔" فریدی آہستہ سے بولا۔ پھر سب انسپکٹر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ہم لوگ بمشکل تمام وہاں دس یا پندرہ منٹ ٹھہرے ہوں گے۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ وہاں کیا کرتے رہے۔"

"جھک مارتے رہے۔" حمید بھنا کر بولا۔

فریدی نے اسے پھر گھور کر دیکھا۔

"لیکن یہ قتل ہوا کب؟" فریدی نے پوچھا۔

"یہ تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب....؟" فریدی اسے گھورنے لگا۔

"ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ قتل دو اور تین بجے کے درمیان کسی وقت ہوا۔"

"تو آپ خاص طور سے ہمیں کیوں اتنی اہمیت دے رہے ہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"کمرہ نمبر.... بیالیس میں پارٹی ہی کے آدمی ہیں۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پارٹی کے آدمی قاتل نہیں ہو سکتے۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔

"چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" حمید منہ سکوڑ کر بولا اور فریدی نے پیالی اٹھا لی۔

"میں آپ کے کمرے کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔" سب انسپکٹر نے کہا۔

"چھری تلاش کریں گے آپ۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

دفعتاً سب انسپکٹر چونک پڑا۔

"آپ کو اس قتل کی اطلاع پہلے سے تھی۔" اس نے پوچھا۔

"قطعی نہیں!"

"پھر آپ نے چھری کا حوالہ کیسے دیا۔"

"یہ تو بہت معمولی سی بات ہے انسپکٹر صاحب۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "ہوٹلوں میں عم ما دو چیزیں استعمال کی ہوتی ہیں۔ چھری یا زہر یا پھر گلا گھونٹا جاتا ہے۔"

سب انسپکٹر فریدی کو گھورتا رہا، جو نہایت اطمینان سے سر جھکائے چائے پی رہا تھا۔

"کیا وہ سو رہی تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"میں غیر ضروری سوالات کے جواب نہیں دیا کرتا۔" پولیس انسپکٹر بولا۔ "مجھے آپ کے کمرے کی تلاشی لینی ہے۔"

"تو کان کھول کر سن لیجئے۔" حمید نے کہا۔ "ہم چائے ختم کئے بغیر یہاں سے نہیں اٹھ سکتے۔"

"مجھے کسی سخت رویئے پر مجبور نہ کیجئے۔"

حمید چائے کی پیالی رکھ کر اُسے گھورنے لگا۔

"تم بیٹھو۔" فریدی حمید کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اٹھتا ہوا بولا۔ "آیئے انسپکٹر صاحب میرا دوست کچھ چڑچڑے مزاج کا واقع ہوا ہے۔"

وہ دونوں چلے گئے حمید بیٹھا چائے پیتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب خیر نہیں۔ ساری تفریح خاک میں مل کر رہ جائے گی۔ آہستہ آہستہ ساری میزیں خالی ہوتی جا رہی تھیں شاید لوگوں کو قتل کی اطلاع ہو گئی تھی۔ حمید نے سوچا کہ اس کا اس طرح یہاں بیٹھے رہنا ٹھیک نہیں وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ فریدی اس موقع پر اپنی اصلیت ظاہر نہیں کرے گا۔

چائے ختم کرنے کے بعد حمید اٹھ گیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس جگہ آیا جہاں بہت سے لوگ اکٹھا تھے اور اسی قتل کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔

"وہ بالکل برہنہ تھی۔" ایک چھوٹے قد کا آدمی کہہ رہا تھا۔ "کسی نے اسے جانوروں کی طرح ذبح کر دیا۔ میں نے اتنا دردناک منظر آج تک نہیں دیکھا۔"

"بڑی پیاری رقاصہ تھی۔" دوسرے نے کہا۔

"آخر کون ہو سکتا ہے۔"

"پولیس شائد اس کے ساتھ کی دوسری لڑکی پر شبہ کر رہی ہے۔"

"کس پر؟" ایک چونک کر بولا۔ "پروین پر! کبھی نہیں ہو سکتا وہ ننھی منی سی شرمیلی لڑکی قتل نہیں کر سکتی۔"

"جناب آپ کیا جانیں۔ قاتلوں کے چہرے بڑے معصوم ہوتے ہیں۔" دوسرا بولا۔

"معاف کیجئے گا! آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار نہیں ہیں۔" پہلے نے کہا۔

"فضول بات ہے۔" دوسرا ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "آپ میرے متعلق کیا جان سکتے ہیں۔"

"اس کا کل شام والا ناچ۔" پستہ قد والا آدمی پھر بولا۔ "میں زندگی بھر نہ بھلا سکوں گا۔"

"وہ دونوں ایک ہی کمرے میں مقیم تھیں۔" ایک نے کہا۔ "دوسری لڑکی کہاں تھی۔"

"لاش سب سے پہلے اسی نے دیکھی تھی۔" کسی نے کہا۔

"لیکن وہ تھی کہاں؟"

"معلوم نہیں۔"

حمید وہاں سے ہٹ کر عمارت کی طرف جانے لگا۔ راستے میں وہی اینگلو انڈین لڑکی مل گئی۔

"اوہ! کیپٹن سلیم تمہارے برابر میں قتل ہو گیا۔" اس نے حمید سے کہا۔ "تمہارے کمرے کی بھی تلاشی لی گئی ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔" حمید نے کہا۔ "تم کہاں سے آ رہی ہو؟"

"اوپری منزل سے۔ پولیس لوگوں کے بیانات لے رہی ہے۔ کیپٹن عابد سے بھی کافی پوچھ گچھ ہوئی ہے۔"

"اوہ....!"

"بالکل ننگی تھی!" اینگلو انڈین لڑکی معنی خیز انداز میں آہستہ سے بولی۔

"اور دوسری لڑکی کہاں تھی؟"

"کہیں باہر گئی تھی۔ واپسی پر اس نے دیا وتی کی لاش دیکھی۔"

"پارٹی کے دوسرے افراد۔" حمید نے پوچھا۔

”ان کے متعلق میں کچھ نہیں جانتی۔ البتہ پارٹی کا مالک اقبال کافی مطمئن نظر آرہا ہے۔“

”میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔“

”میں نے بھی اُسے وہسکی پیتے دیکھا ہے۔ کیا بتاؤں تم سے کہ اس کے چہرے پر کیسی مسکراہٹ تھی۔ بہر حال اتنا سمجھ لو کہ عام آدمی ایسے حالات میں اس طرح نہیں مسکرا سکتے۔“

”اقبال وہی نا جس کی پیشانی پر ایک ابھرا ہوا سیاہ تل ہے۔“

”وہی! میں نے ہمیشہ اسے پیتے دیکھا ہے۔“

”وہ کہاں تھا؟“

”یہ مجھے معلوم نہیں۔ پولیس کافی رازداری سے کام لے رہی ہے۔“

”لیکن تم کہاں جارہی ہو۔“

”گھاٹ پر، اس حادثے نے مجھ پر بہت زیادہ اثر ڈالا ہے۔ اُف میرے خدا۔“

حادثے کی تفصیل

حمید آہستہ آہستہ اوپری منزل کے زینے طے کر رہا تھا۔ قتل وخون اس کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی اور نہ وہ کسی قتل کی خبر سے اس طرح متاثر ہوتا تھا جیسے کہ عام آدمی ہوتے ہیں۔ وہ تو صرف ایک بات سوچ رہا تھا۔ اسے اپنی تقدیر پر رونا آرہا تھا کہ چھٹیوں میں بھی اسے سکون نصیب نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہاں کے کسی کیس سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مگر فریدی کہاں نچلا بیٹھ سکتا تھا۔ حمید اچھی طرح جانتا تھا کہ اب اسے اس حسین تفریح گاہ میں بھی الجھنوں میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ رہ گیا فریدی تو اس کی سب سے بڑی تفریح یہی تھی کہ اسے پیچیدہ قسم کے کیس ملتے رہیں۔

وہ طویل راہداری سے گزرتا ہوا اپنے کمرے کے سامنے آیا۔ مقتولہ کا کمرہ بند تھا۔ کچھ دور ہٹ کر آٹھ دس کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن پر پولیس والوں کے علاوہ ہوٹل کا منیجر پارٹی کا مالک اقبال مغنیہ پروین اور فریدی بیٹھے ہوئے تھے۔

”میرا دوست خود ہی آگیا۔“ فریدی مسکرا کر بولا۔

سب کی نظریں حمید کی طرف اٹھ گئیں۔ وہ سب انسپکٹر جو تھوڑی دیر قبل فریدی اور حمید کے پاس گیا تھا دوسرے انسپکٹر کے کان میں کچھ کہنے لگا۔ دوسرا انسپکٹر ادھیڑ عمر کا ایک بھاری بھر کم آدمی تھا۔ چڑھی ہوئی مونچھیں خضاب آلودہ تھیں۔ اس نے تیز نظروں سے حمید کی طرف دیکھا اور حمید کو خواہ مخواہ ہنسی آنے لگی۔ وہ سمجھ گیا کہ فریدی ابھی تک اپنی اصلیت چھپائے ہوئے ہے۔

"بیٹھ جائیے۔" بوڑھا انسپکٹر بھاری بھر کم آواز میں بولا۔

حمید ایک شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"آپ کا نام۔"

"سلیم الدین" حمید نے آہستہ سے کہا۔ ہیڈ محرر جیب سے قلم نکال کر لکھنے لگا۔

"باپ کا نام۔"

"شیخ محمد کلیم الدین، قادری، چشتی، نقشبندی.... اور.... اور.... حنفی بھی۔"

انسپکٹر اُسے قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔

"پیشہ....!" وہ گرج کر بولا۔

"آہ وزاری، نالہ وبکا.... مدھو بالا کے عشق میں گرفتار۔"

"اسے مسٹر.... ذرا ہوش سے، آپ پولیس کو بیان دے رہے ہیں۔"

"آپ کس کا پیشہ پوچھ رہے ہیں۔"

"آپ کا؟" انسپکٹر دانت پیس کر بولا۔

"میں سمجھا شاید والد صاحب کا۔ میں تو ایک برطرف شدہ کیپٹن ہوں۔"

"برطرف شدہ۔"

"مطلب یہ کہ جنگ کے بعد ہمیں بالکل چھٹی دے دی گئی۔" فریدی جلدی سے بولا۔

"آپ براہِ کرم خاموش رہئے۔" انسپکٹر نے فریدی سے کہا۔

"بہت بہتر۔" فریدی انتہائی سعادت مندانہ انداز میں بولا۔

حمید نے محسوس کیا کہ پروین بے اختیارانہ انداز میں مسکرا رہی ہے بس پھر کیا تھا۔ حمید کے دماغ کے کیڑے باقاعدہ طور پر کلبلانے لگے۔

"موجودہ پیشہ....!" انسپکٹر پھر غرایا۔

"کہیں مرد بھی پیشہ کرتے ہیں۔"

"مسٹر....!"

"فرمائیے۔"

"مجھے سختی کرنی پڑے گی۔"

"میں صبر کروں گا۔" حمید سنجیدگی سے بولا۔

"سلیم....!" فریدی نے اُسے گھور کر دیکھا۔

"آپ لوگوں کو میرے ساتھ کوتوالی چلنا پڑے گا۔" انسپکٹر غصے میں ہانپتا ہوا بولا۔

"کیوں؟" حمید نے بھویں تان کر پوچھا۔

"ہم تیار ہیں انسپکٹر صاحب۔" فریدی نے خندہ پیشانی کے ساتھ کہا۔

انسپکٹر خاموشی سے تھوڑی دیر تک حمید کو گھورتا رہا جو برابر مسکرائے جا رہا تھا۔ پھر وہ فریدی کی طرف مخاطب ہوا۔

"اپنے دوست کو سمجھائیے! خواہ مخواہ بات بڑھانے سے کیا فائدہ۔"

"سلیم۔" فریدی بگڑ کر بولا۔ "شرارت اور مذاق کا وقت ہوتا ہے۔ اگر تم نہیں مانو گے تو پھر میں نتیجے کا ذمہ دار نہیں۔"

حمید یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔

اس کے بعد وہ انسپکٹر کے سوالات کے جواب قاعدے سے دیتا رہا۔

"اچھا اب آپ لوگ جاسکتے ہیں۔" انسپکٹر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "لیکن پولیس کی اجازت کے بغیر آپ رام گڈھ سے باہر نہ جاسکیں گے۔"

"اوہ! تو کیا ہم لوگ بھی مشتبہ آدمیوں کی فہرست میں شامل ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"جی ہاں۔" ہیڈ محرر لکھتے لکھتے سر اٹھا کر بولا۔

"تب تو مزے آجائیں گے۔" حمید نے ہنس کر کہا۔

"کیا مطلب....!" انسپکٹر چونک کر بولا۔

"میں غیر ضروری سوالات کے جواب نہیں دیتا۔" حمید منہ سکوڑ کر بولا۔ فریدی اور حمید پھر نیچے آگئے۔

جھیل کے کنارے پھر پہلی سی رونق نظر آنے لگی تھی۔ لوگ تھوڑی دیر بعد یہ بھی بھول گئے کہ رقاصہ کی لاش ابھی ہوٹل میں موجود ہے! پختہ فرش پر رات کے ناچ کا انتظام ہو رہا تھا۔ فضاؤں میں سریلے قہقہے رقص کر رہے تھے۔ چاروں طرف گداز جسموں کی نمائش ہو رہی تھی۔ فریدی اور حمید ایک میز کے قریب بیٹھ گئے۔

"فرمایئے سرکار! اب کیا ارادے ہیں۔" حمید منہ بنا کر بولا۔

"کیس بڑا دلچسپ ہے۔" فریدی جیب سے سگار نکالتا ہوا بولا۔

"یہ میں بھی جانتا ہوں۔ کوئی نئی بات بتایئے۔"

"اوہو! بہت چہک رہے ہو۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ یہ کیس مجھے بھی دلچسپ معلوم ہو رہا ہے۔" حمید نے کہا۔

"اچھا! یہ پہلا موقع ہے کہ تمہاری زبان سے اس قسم کا جملہ سن رہا ہوں۔"

"ابھی آپ کو کئی ایسے موقعے نصیب ہوں گے۔"

فریدی خاموش ہو کر حمید کو غور سے دیکھنے لگا۔

"آپ اس طرح کیا دیکھ رہے ہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "میں صرف اس لئے دلچسپی لے رہا ہوں کہ مقامی پولیس بھی ہم پر شبہ کر رہی ہے۔"

"تم خواہ مخواہ اس بوڑھے کو غصہ دلا رہے تھے۔"

"وہیں سے تو دلچسپی شروع ہوئی ہے۔" حمید نے کہا۔ "سنا ہے کہ وہ بیچاری پروین پر شبہ کر رہے ہیں۔"

"حالات ہی کچھ اس قسم کے ہوئے ہیں۔"

"یعنی....!"

"خود لڑکی کا بیان مشتبہ ہے۔"

"کچھ بتایئے بھی تو۔"

"آج دو بجے کے قریب اس نے اوپری منزل کے ایک نوکر سے نیچے جانے کا کوئی دوسرا راستہ پوچھا تھا اور کچھ گھبرائی ہوئی بھی تھی۔ نوکر نے اسے دوسری سیڑھیاں بتائیں، جو عمارت کے عقبی حصے کی باورچی خانے میں ختم ہوتی ہیں۔"

"لیکن دوسرا راستہ پوچھنا کوئی جرم نہیں۔" حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن دوسرے راستے سے جسے مسافر استعمال نہیں کرتے نیچے جانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔"

لڑکی نے کیا بیان دیا۔"

"اس کا بیان ہے کہ وہ دو بجے تفریح کے لئے باہر نکلی تھی اس وقت دیاوتی زندہ تھی لیکن اس نے اپنے سارے کپڑے اتار رکھے تھے اور صرف ایک چادر اوڑھے بیٹھی تھی۔ جاتے وقت مقتولہ نے اس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ وہ کب تک واپس آئے گی۔"

"لیکن وہ عقبی زینے سے کیوں گئی تھی۔" حمید نے ٹوکا۔

"اس نے بتایا کہ وہ ایک آدمی کو نظر انداز کرنا چاہتی تھی، جو اسے اپنے ساتھ تفریح کے لئے لے جانا چاہتا تھا۔"

"اوہ....!"

"وہ سامنے والے زینوں کے نیچے اس کا منتظر تھا اس لئے اس نے اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے عقبی سیڑھیاں استعمال کیں۔ پھر ساڑھے تین بجے جب وہ واپس آئی تو اس نے کمرے میں دیاوتی کی برہنہ لاش دیکھی۔"

"پولیس نے اس آدمی کا نام نہیں پوچھا جسے وہ ٹالنا چاہتی تھی۔" حمید نے پوچھا۔

"کیوں نہیں.... وہ ڈانسنگ پارٹی کا مالک اقبال تھا۔"

"اوہ....!" حمید نہ جانے کیوں چونک پڑا۔

"کیوں؟ کیا تم اقبال کے متعلق کچھ جانتے ہو۔" فریدی نے پوچھا۔

حمید نے اقبال کے متعلق اینگلو انڈین لڑکی کا جملہ دہرا دیا۔

فریدی کچھ سوچنے لگا۔

"اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ وہ لڑکی قتل نہیں کر سکتی۔"

"اچھا....!" حمید مسکرا کر بولا۔ "یہ آپ اس کے بھولے بھالے چہرے کی بناء پر کہہ رہے ہیں۔"

"نہیں برخوردار۔ اپنے تجربات کی بناء پر۔" فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "وہ اب سے

صرف ایک ہفتہ قبل اس پارٹی میں داخل ہوئی ہے اس سے پہلے وہ ایک دفتر میں ٹائپسٹ تھی۔ شاہ پور کے ایک گرلز کالج کے ڈرامے میں اس نے حصہ لیا تھا۔ وہیں اس کی اقبال سے ملاقات ہوئی۔ اقبال نے اسے اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ دفتر کی ملازمت چھوڑ کر اس کی پارٹی میں بحیثیت مغنیہ شامل ہو جائے۔ اس کیلئے اس نے جو معاوضہ پیش کیا وہ اس کی دفتر کی تنخواہ سے کئی گناہ زیادہ تھا۔ پروین تیار ہو گئی اور پھر وہ پارٹی سمیت یہاں چلے آئے اس سیزن بھر کے لئے پیراڈائیز والوں سے ان کا معاہدہ ہو گیا ہے۔"

"مگر اب وہ کیا کریں گے رقاصہ تو قتل کر دی گئی۔"

"یہ انہیں سے پوچھنا۔" فریدی منہ سکوڑ کر بولا۔ "ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔"

حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دفعتاً اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ فریدی چونک کر مڑا۔ اقبال پروین کو سہارا دیتا ہوا اسی طرف لا رہا تھا۔ فریدی اور حمید نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

اقبال اور پروین قریب ہی ایک میز کے پاس بیٹھ گئے۔ ان کی آوازیں انہیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

"اوہ بے بی.... بے بی.... اپنی طبیعت سنبھالو! مجھے یقین ہے کہ تم بے گناہ ہو! بھلا تم کیوں اسے قتل کرنے لگیں۔" اقبال بولا۔

"میں ٹھیک ہوں بالکل ٹھیک ہوں۔" پروین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں تم تھوڑی سی برانڈی پی لو۔" اقبال پھر بولا۔

"نہیں! میں نے شراب کبھی نہیں پی۔"

"ضرورتاً.... دوا کے طور پر۔"

"نہیں بالکل نہیں۔"

"میں تمہارے لئے بہت مغموم ہوں۔" اقبال نے کہا۔

حمید نے فریدی کو آنکھ ماری۔

"شکریہ۔" پروین بے دلی سے بولی۔

اقبال تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ آج کے پروگرام کا کیا بنے گا۔"

"جی۔" پروین بے اختیار چونک پڑی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں آج کا پروگرام۔ تم تھوڑا بہت ناچ بھی سکتی ہو۔"

"مگر.... دیاوتی۔" پروین رک رک کر بولی۔ "کیا وہ آپ کی بیوی نہیں تھی۔"

"قطعی تھی۔" اقبال نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن مجھے اس کے انجام پر ذرہ برابر بھی حیرت نہیں۔"

وہ کچھ اور بھی کہنے والا تھا کہ کچھ لوگ آ کر ان کی میز کے گرد اکٹھا ہو گئے۔ غالبًا یہ ان سے جان پہچان رکھنے والے تھے۔

"دیاوتی اس کی بیوی تھی۔" حمید آہستہ سے بولا۔

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اور اسے اس کے انجام پر حیرت نہیں۔" حمید پھر بولا۔ "وہ آج کے پروگرام کے متعلق سوچ رہا ہے۔" فریدی کھڑا ہو گیا۔

دوسرے لمحے میں وہ دونوں اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔ راہداری میں ابھی تک پولیس والے موجود تھے۔ دیاوتی اور پروین کا کمرہ کھلا ہوا تھا اور اس میں روشنی ہو رہی تھی، اندر بھی کچھ پولیس والے موجود تھے۔

بوڑھے انسپکٹر نے فریدی اور حمید کو گھور کر دیکھا لیکن وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے کمرے میں چلے گئے۔

فریدی لکھنے کی میز پر بیٹھ کر اپنی ڈائری میں کچھ لکھنے لگا۔ دفعتًا کسی نے دروازے پر دستک دی۔ حمید نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا، بوڑھا انسپکٹر اسے کھڑا گھور رہا تھا۔

"کیا آپ لوگوں نے نہیں سنا۔" وہ گرج دار آواز میں بولا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"آپ یہاں کس کی اجازت سے آئے ہیں۔"

"اجازت....!"

"جی ہاں! جب تک تفتیش مکمل نہ ہو جائے کوئی اوپر نہیں آ سکتا۔"

"ہمیں اس کی اطلاع نہیں تھی۔"

"زینے پر نوٹس لگادیا گیا ہے۔" بوڑھا غرا کر بولا۔

"ہمیں افسوس ہے؟" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ پھر حمید کا ہاتھ پکڑ کر باہر چلا آیا۔ نیچے آکر فریدی نے محسوس کیا کہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی اور بھی نیچے آیا ہے اور سائے کی طرح ان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

"ذرا اس بوڑھے خبطی کو دیکھو۔" فریدی آہستہ سے بولا۔ "اس نے ہماری نگرانی کے لئے کسی کو ہمارے پیچھے لگادیا ہے۔"

"تو سنئے! کیوں نہ اسے اُلو بنایا جائے۔" حمید نے کہا۔

"چھوڑو بھی۔"

"خدا قسم مزا آجائے گا۔"

فریدی اس کی بات پر دھیان دیئے بغیر آگے بڑھ گیا۔ حمید نے پلٹ کر دیکھا وہ آدمی اب بھی ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ حمید کی طبیعت بے قابو ہوگئی۔ وہ فریدی کے ساتھ جانے کے بجائے جھیل کی طرف مڑ گیا۔ فریدی پختہ فرش کے کنارے پڑی ہوئی میزوں کے قریب ایک میز پر بیٹھ گیا تھا۔

حمید محسوس کر رہا تھا کہ اس کا تعاقب برابر جاری ہے۔

حمید جھیل کا پورا چکر لگانے کے بعد ایک جگہ رک گیا۔ پھر اس نے اپنی ٹائی کھولی اور اس میں پتھر کا ایک ٹکڑا باندھ کر ایک درخت سے لٹکا دیا۔ تعاقب کرنے والا مالتی کی جھاڑیوں میں چھپ گیا تھا۔

حمید پھر فریدی کے پاس لوٹ آیا۔

"کہاں تھے؟" فریدی نے پوچھا۔

"یونہی ٹہل رہا تھا۔"

"وہ لوگ اسے لے گئے۔"

"کسے!"

"پروین کو۔"

"کون لوگ۔"

"پولیس.... پولیس۔" فریدی جھلا کر بولا۔

"کیوں....!"

"اس کے سوٹ کیس سے ایک خون آلود چھری برآمد ہوئی ہے۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "لیکن وہ مجھے مجرم نہیں معلوم ہوتی۔"

"آپ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ نظر آرہے ہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔

"مجھے اس سے ہمدردی ہے۔"

"پہلے کی جان پہچان؟" حمید نے مسکرا کر پوچھا۔

"بکو مت۔"

"لیکن میں اس ہمدردی کی وجہ ضرور پوچھوں گا۔"

فریدی کچھ جواب دیئے بغیر اٹھ گیا۔ حمید سمجھا تھا کہ شاید وہ اس کی باتوں سے اکتا کر اٹھا ہے لیکن اس کا خیال غلط نکلا۔ فریدی ایک آدمی کے قریب جا کر رک گیا جو ایک سدا بہار درخت کے قریب کھڑا کچھ سوچ رہا تھا۔ حمید بھی اٹھا۔

"آپ کے پاس دیا سلائی ہوگی۔" فریدی نے اس آدمی سے پوچھا۔ "میرا لائٹر خراب ہو گیا ہے۔"

اس نے فریدی کو پُر خیال انداز میں گھورتے ہوئے دیا سلائی پکڑا دی۔

"شکریہ۔" فریدی سگار سلگانے لگا۔ پھر سر اٹھا کر دیا سلائی واپس کرتا ہوا بولا۔ "آپ بھی تو شاید اقبال صاحب کی ڈانسنگ پارٹی کے ایک آرٹسٹ ہیں۔"

"آپ کا خیال درست ہے۔" اس کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

"میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ لڑکی قاتل نہیں ہو سکتی۔" فریدی نے کہا۔

"جی....!" وہ چونکا۔

"وہ ایک معصوم لڑکی ہے۔" فریدی نے کہا۔ "یوں تو اُن گدھوں نے ہمارا نام بھی مشتبہ آدمیوں کی فہرست میں درج کر لیا ہے۔"

"آپ کا!"

"جی ہاں.... ہمارا کمرہ مقتولہ کے کمرے سے ملا ہوا ہے نا۔"

وہ کچھ دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔

"میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ کوئی خواہ مخواہ اپنا جرم اس کے سر تھوپنے کی کوشش کر رہا ہے ہم دونوں ڈھائی بجے سے ساڑھے تین بجے تک ساتھ رہے۔"

"کہاں....!" فریدی نے لاپرواہی سے پوچھا۔

"سیتل ندی کے کنارے جو یہاں سے ایک میل کی دوری پر ہے۔"

"آپ دونوں ساتھ گئے ہوں گے۔"

"نہیں! مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اس سے اچانک ملاقات ہو جائے گی۔ میں یوں ہی ٹہلتا ہوا اُدھر نکل گیا تھا۔ اتفاقاً وہ بھی ادھر ہی آ نکلی۔"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ پچھلے زینوں سے کیوں اتری تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"چھوڑیئے بھی۔" وہ اکتا کر بولا۔ "میں اس وقت صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ حوالات میں اس کا کیا حال ہوگا۔ احمق لڑکی.... شہرت کے شوق میں اس نے اپنی اچھی خاصی زندگی برباد کر لی۔"

"شہرت کے شوق میں۔" فریدی نے اس کا جملہ دہرایا۔

"وہ آج سے پندرہ دن قبل ایک آفس میں ٹائپسٹ تھی۔ نہ جانے اقبال اُسے کس طرح پھسلا لایا۔"

"اقبال بھی عجیب ہی آدمی ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میں نے اسے کبھی ہوش میں نہیں دیکھا۔"

وہ نفرت سے منہ سکوڑ کر رہ گیا۔

"اور آج بھی۔" فریدی پھر بولا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اسے کوئی غم ہی نہ ہو جیسے مقتولہ، بیوی کیا اس کی شناسا بھی نہ رہی ہو۔"

"اس کی وجہ سن کر ایک معمولی آدمی بھی چونک پڑے گا۔" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "آپ جانتے ہیں کہ ان کی شادی کن حالات میں ہوئی تھی۔"

فریدی نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"خیر ہٹائیے! مجھے کیا؟ پولیس خود ہی سب کچھ معلوم کرلے گی۔ فی الحال پروین کی گرفتار کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ اسے کل ہی پھانسی دے دی جائے گی۔"

"مگر اس نے پچھلے زینے۔۔۔۔!"

"کچھ بھی نہیں۔ سب فضول۔" وہ فریدی کی بات کاٹ کر بولا۔ "ایسے اتفاقات ہوتے ہی رہتے ہیں اور پھر جہاں تک میرے قیافے کا تعلق ہے وہ کوئی بد چلن یا آوارہ لڑکی نہیں ہے۔ اوہ مجھے اب جانا چاہئے۔"

وہ تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا۔

فریدی پُر خیال انداز میں حمید کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ چغد ایک دوسری الجھن میں مبتلا کر گیا۔" حمید نے کہا۔ "اب کس سے پوچھتے پھریں کہ اس اقبال کے پٹھے کی شادی کن حالات میں ہوئی۔"

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بدستور خیالات میں ڈوبا ہوا تھا۔

حمید مدھم سروں میں سیٹی بجاتا ہوا ٹہلنے لگا۔

نیا انکشاف

دوسرے دن صبح حمید جب سو کر اٹھا تو اس نے فریدی کا بستر خالی پایا۔ پہلے تو اس نے کوئی دھیان نہ دیا لیکن جب کافی وقت گذر جانے کے بعد بھی اس کا پتہ نہ چلا تو حمید کی تشویش بڑھ گئی۔ لیکن پھر فوراً ہی خیال آیا کہ وہ ضرور اس نئے حادثے کی چھان بین میں مشغول ہوگا اسے پروین کا حسین اور افسردہ چہرہ یاد آ گیا۔ خود اسے بھی یقین تھا کہ پروین کسی کو قتل نہیں کر سکتی۔

حمید دروازہ کھول کر راہداری میں آیا۔ زینے کے قریب اقبال کھڑا ایک آدمی سے آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہا تھا۔ حمید کو دیکھ کر وہ مسکرایا۔ حمید بھی خواہ مخواہ مسکرانے لگا۔

اس آدمی کو رخصت کرنے کے بعد اقبال آہستہ آہستہ حمید کی طرف بڑھا۔

"آپ نے کل رات اس بوڑھے کو بہت تنگ کیا تھا۔" وہ آہستہ سے بولا۔ اور شراب کی بو حمید کا دماغ پھاڑنے لگی۔ حمید جواباً صرف مسکرا کر رہ گیا۔

"نہیں یہ کم بخت انہیں کو دباتے ہیں، جو ان سے دبتے ہیں۔" اقبال پھر بولا۔

"مس پروین کا کیا ہوا۔ مجھے اس حادثے پر سخت افسوس ہے۔" حمید نے کہا۔

"ہونے والی باتیں اسی طرح ہو جاتی ہیں۔" اقبال نے مضمحل آواز میں کہا۔ "میں نے رشوت دے کر اسے حوالات میں بند ہونے سے تو بچالیا ہے لیکن ان کم بختوں کو نہ جانے کیسے یقین ہو گیا ہے کہ وہی قاتل ہے۔"

"آپ کی دانست میں قاتل کون ہو سکتا ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"اب میں اس کے متعلق کیا بتا سکتا ہوں میرے خیال میں تو کوئی اس کا دشمن نہیں تھا۔"

"مجھے حیرت ہے۔" حمید کچھ اور کہتے کہتے رک گیا۔

وہ دراصل دیاوتی کے متعلق کچھ معلومات بہم پہنچانا چاہتا تھا لیکن اس نے سوچا کہ کہیں یہ چیز فریدی ناپسند نہ کرے۔ معلوم نہیں اس نے کون سا نیا طریقہ کار اختیار کیا ہو۔

"سگریٹ۔" اقبال نے سگریٹ کیس نکال کر حمید کی طرف بڑھایا۔

"شکریہ۔" حمید نے سگریٹ لے کر ہونٹوں میں دباتے ہوئے کہا۔ "مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ صحیح معنوں میں آپ کی پارٹی کو اپنے کمالات دکھانے کا....!"

"اوہ! مجھے اس کا غم نہیں۔" اقبال حمید کی بات کاٹ کر بولا۔ "میری زندگی میرا فن ہے۔ ہمارے پروگرام ہوتے رہیں گے مجھے دیاوتی کی موت پر افسوس ہے لیکن اس لئے نہیں کہ وہ میری بیوی تھی محض اس لئے کہ وہ ایک اچھی فنکار تھی اور اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔"

"وہ آپ کی بیوی تھی؟" حمید نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔"

"اور آپ اس کے دشمنوں سے واقف نہیں۔"

"ہماری شادی کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔"

حمید کچھ اور پوچھنے والا تھا کہ زینوں پر فریدی دکھائی دیا۔ وہ ہلکے سرمئی رنگ کے سوٹ میں ملبوس اوپر کی طرف آرہا تھا۔

"اوہو! آپ سے ملئے۔" حمید نے اقبال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فریدی سے کہا۔ "مسٹر اقبال ڈانسنگ پارٹی کے مالک اور یہ میرے دوست کیپٹن عابد۔"

فریدی نے اکتائے ہوئے انداز میں اس سے مصافحہ کیا۔

حمید سمجھا تھا کہ فریدی اپنے مخصوص انداز میں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے لیکن اس کی بے تعلقی دیکھ کر اسے حیرت ہونے لگی۔

اقبال تھوڑی دیر تک کھڑا بیوقوفوں کی طرح مسکراتا رہا۔ پھر دونوں سے دوبارہ ہاتھ ملا کر زینے کی طرف لوٹ گیا۔ فریدی اور حمید اپنے کمرے میں چلے آئے۔

"تو تم نے اس سے جان پہچان پیدا کر لی۔" فریدی اپنی فلٹ ہیٹ میز پر ڈالتا ہوا بولا۔

"جناب والا....!" حمید نے سینے پر ہاتھ رکھ کر قدرے جھکتے ہوئے کہا۔

"اس لڑکی سے بھی جان پہچان پیدا کرنے کی کوشش کرو۔"

"یہ آپ فرما رہے ہیں۔" حمید طنزیہ انداز میں بولا۔

فریدی اسے گھورنے لگا۔

''سرکار میں آوارہ نہ ہو جاؤں؟'' حمید نے پھر کہا۔

"فضول باتیں مت کرو۔"

"نہیں نہیں میں شریف کا بچہ ہوں۔"

"خاموش رہو۔"

میں نے عہد کر لیا ہے کہ اب میں کسی عورت سے بات نہ کروں گا۔"

"جہنم میں جاؤ۔"

"آمد و رفت کے اخراجات آپ کے ذمہ۔"

فریدی منہ بناتا ہوا غسل خانے میں چلا گیا۔ واپس آنے کے بعد اس نے ناشتے کے لئے فون کیا۔ اس کے ماتھے پر سلوٹیں ابھری ہوئی تھیں۔ شاید وہ حمید کی موجودگی سے بھی بے خبر ہو گیا تھا۔ حمید خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا لیکن بولنے کی ہمت نہ کر سکا؟ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس وقت اس نے اسے چھیڑنے کی کوشش کی تو شامت آجائے گی۔"

تھوڑی دیر بعد ناشتہ آگیا۔ ناشتے کے دوران میں بھی خاموشی ہی رہی۔

کسی نے باہر سے دروازے کو آہستہ آہستہ کھٹکھٹایا۔

"آجاؤ۔" فریدی نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

کل والا بوڑھا انسپکٹر داخل ہوا۔

"اوہ آپ۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔" تشریف لائیے ۔ یہاں تشریف رکھئے چائے حاضر ہے۔"

"شکریہ۔" انسپکٹر منہ سکوڑ کر بولا۔ پھر وہ حمید کو گھورنے لگا۔

"یہ ٹائی آپ کی ہے۔" اس نے جیب سے ایک ٹائی نکالتے ہوئے کہا جس کے سرے میں پتھر کا ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔

حمید سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں اس کا مطلب سمجھنا چاہتا ہوں۔" انسپکٹر ٹائی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"اس کا مطلب۔" حمید نے چونک کر کہا۔"اس کا مطلب شاید میں پاگل خانے سے دور رہ کر نہ بتا سکوں گا۔"

فریدی حیرت سے ٹائی کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ حمید کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی تھی۔ حمید نے اسے انگلینڈ میں خریدا تھا سیاہ رنگ کی ٹائی تھی جس پر ریڈیم کے حروف میں Kiss me in the Dark uncle اندھیرے میں یہ حروف چمکنے لگتے تھے۔

"یہ تو آپ ہی کی ہے۔" سب انسپکٹر نے پھر پوچھا۔

"سو فیصدی میری ہے۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"لیکن اس حرکت کا مطلب۔"

"انگریزی آتی ہے آپ کو۔" حمید نے پوچھا۔

"جی نہیں! بھلا میں انگریزی کیا جانوں۔" بوڑھا طنزیہ انداز میں بولا۔

"اس تحریر کا یہ مطلب ہے۔" حمید اس کے طنزیہ لہجے کو نظر انداز کر کے بولا۔"اے چچا مجھے اندھیرے میں پیار کرو۔"

"یعنی۔"

"یعنی یہ کہ میں آپ کو چچا بنا کر چھوڑوں گا۔ میں بھی ملٹری میں کیپٹن رہ چکا ہوں اور کارِ خاص کا محکمہ میرے سپرد تھا۔"

"کیا فضول بکواس لگا رکھی ہے۔" فریدی نے حمید کو ڈانٹا۔"انسپکٹر صاحب! مجھے بتائیے کیا

بات ہے؟"

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔" انسپکٹر جامے سے باہر ہو کر گرجا۔ "میرے پاس آپ دونوں حضرات کے وارنٹ ہیں۔ میں آپ دونوں کو دیاوتی کے قتل کے سلسلے میں گرفتار کرنے کے لئے آیا ہوں۔"

"اوہ....!" فریدی ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا اور حمید بے تحاشہ ہنس پڑا۔

"خاموش رہو۔" فریدی نے اسے پھر ڈانٹا۔

"دیاوتی کا معاملہ تو پانچ سو پر ہو گیا تھا۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "ہم سے ایک ہزار لے لیجئے انسپکٹر صاحب۔"

"جلدی کیجئے۔" انسپکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "خود سپرنٹنڈنٹ صاحب نیچے موجود ہیں۔"

"بہت اچھا۔ انہیں یہیں بھیج دیجئے۔" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"اگر آپ لوگ یہی چاہتے ہیں کہ آپ کے ہتھکڑیاں لگیں تو یہ بھی ہو جائے گا۔" انسپکٹر نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

"یہ ٹائی اس کے پاس کس طرح پہنچی؟" فریدی نے حمید سے پوچھا۔

حمید نے اپنی رات والی حرکت دہرا دی۔ فریدی بے اختیار مسکرا پڑا۔

"میرے خیال میں ماتھر صاحب ہی یہاں کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔" حمید نے کہا۔

"ہاں اور میں اس سے ابھی تک نہیں ملا۔" فریدی نے کہا۔ "اسے بڑی شکایت ہو گی۔"

"تو پھر اب کیا ارادہ ہے۔" حمید نے پوچھا۔ "کیا سچ مچ ہتھکڑیاں ہی لگوایئے گا۔"

"کیا ہرج ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "ہمیں اپنی شخصیت چھپانی ہے۔"

"لیکن ماتھر صاحب۔"

"میں سب ٹھیک کر لوں گا۔ اگر ہم حوالات میں نہ بھی بند ہوں تو کم از کم ہمیں آدمیوں کی حیثیت سے معہ اعزاز و اکرام کو توالی تک ضرور جانا چاہئے۔"

تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازے کو دھکا دیا۔ یہ ایس۔ پی ماتھر تھا۔ اس کے پیچھے کچھ اور لو بھی تھے۔ یہ سب کے سب وردیوں میں تھے۔ فریدی کو دیکھ کر ماتھر کا منہ حیرت سے کھل لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتا فریدی نے اسے آنکھ ماردی۔ اس کے باوجود بھی ماتھر شاید ا

مطلب نہ سمجھ سکا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر آپ لوگ میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔" فریدی غصے کا اظہار کرتا ہوا بولا۔

ماتھر پلٹ کر بوڑھے انسپکٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہارا چال چلن مشتبہ ہے۔" بوڑھا ایک قدم آگے بڑھ کر بولا۔

"تم لوگ نیچے میرا انتظار کرو۔" ماتھر نے اپنے ساتھیوں سے کہا وہ سب چلے گئے۔

"ہاں اب بتاؤ۔" ماتھر نے کہا۔ "تم نے مجھے اطلاع تک نہ دی کہ تم یہاں مقیم ہو۔"

"معاملہ کچھ ایسا ہی تھا۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "بیٹھو۔"

"یہ ٹائی کا کیا قصہ تھا۔" ماتھر نے پوچھا۔

"حمید کی شرارت! تمہارے انسپکٹر نے ہماری نگرانی شروع کردی تھی۔"

"خیر مارو گولی۔" ماتھر نے فریدی کے سگار کیس سے سگار نکالتے ہوئے کہا۔ "جب میں یہاں موجود ہوں تو تمہیں ہوٹل میں ٹھہرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"تم نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے نام بدل رکھے ہیں۔" فریدی نے بات بنائی۔

"کوئی خاص معاملہ۔"

"ہاں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "لیکن ہماری اصلیت کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے۔"

"رام سنگھ تمہیں پریشان کر ڈالے گا۔"

"کون رام سنگھ۔"

"یہی بوڑھا..... بہت ضدی آدمی ہے۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ اس پر تم یہی ظاہر کرنا کہ تم بھی مجھ پر شبہ رکھتے ہو لیکن کسی وجہ سے حراست میں نہیں لے سکتے۔"

"آخر کیوں بھئی۔"

"بس یونہی۔"

"خیر ہٹاؤ! اس قتل سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔"

"معاملہ پیچیدہ ہے۔"

"چھری تواس لڑکی کے سوٹ کیس سے بر آمد ہوئی ہے۔"

"تواس سے کیا ہوتا ہے ممکن ہے کسی نے اسے پھنسانے کے لئے ایسا کیا ہو۔"

"لیکن اس کا مشکوک رویہ وہ پچھلے زینوں سے کیوں اتری تھی اور گھبرائی ہوئی کیوں تھی۔"

"وجہ بھی تو بتادی تھی اُس نے۔" فریدی نے سگار سلگاتے ہوئے کہا۔

"اور تم نے اس پر یقین کر لیا۔ ناچنے والیاں اتنی شریف نہیں ہوتیں۔"

"نہ ہوتی ہوں گی۔" فریدی نے لاپروائی سے کہا۔ "لیکن وہ اس ماحول میں نئی ہے۔ اس لئے ہچکچاہٹ لازمی ہے اور پھر اقبال یوں بھی نشے میں رہتا ہے۔"

"خیر یوں تو اقبال بھی مشتبہ آدمیوں کی فہرست میں موجود ہے۔" ماتھر نے کہا۔

"ہونے کو تو ہم لوگ بھی ہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔

"نہیں بھائی یہ بات نہیں ہے! معاملہ واقعی پیچیدہ ہے۔"

"پروین نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا تھا۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کہ دیاوتی اس وقت کسی کا انتظار کر رہی تھی اور جس حال میں اس کی لاش پائی گئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کا وہ انتظار کر رہی تھی وہ یا تو اس کا شوہر ہو سکتا ہے یا کوئی اور جس سے وہ شوہر ہی کی طرح بے تکلف رہی ہو۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔" ماتھر نے کہا۔ "لیکن کیا ممکن نہیں کہ پروین ہی اسے قتل کر کے گئی ہو۔"

"ہو سکتا ہے! لیکن وہ پارٹی کے ایک آرٹسٹ سعید کو سیتل ندی کے کنارے ملی تھی۔ سعید کا بیان ہے کہ اس کے انداز سے کسی قسم کی بے اطمینانی یا بے چینی نہیں ظاہر ہو رہی تھی۔"

ماتھر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اقبال نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ نیچے پروین کا انتظار کر رہا تھا۔" فریدی بولا۔

"تو پھر کیا اقبال ہی کو قاتل سمجھا جائے۔" ماتھر نے کہا۔

"وثوق کے ساتھ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔" فریدی نے کہا۔

"کیوں؟"

"کیا تم نے بارٹنڈر کے بیان پر غور نہیں کیا۔ اس کا کہنا ہے کہ اقبال ڈھائی بجے سے ساڑھے

تین بجے تک بار میں بیٹھا بیئر پیتا رہا تھا۔"

"ٹھیک تو ہے۔" ماتھر نے کہا۔ "ڈاکٹر کا بیان ہے کہ قتل دو اور تین کے درمیان میں ہوا۔ اقبال پروین کی تلاش میں اوپر ضرور گیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے دیاوتی کو کسی اور کے ساتھ اس حالت میں دیکھ کر اسے قتل کر دیا ہو۔"

"اگر یہ بات ہوتی تو وہ دوسرا آدمی اب تک خود کو ضرور ظاہر کر دیتا۔" فریدی نے کہا۔

"ممکن ہے اس نے اپنی بدنامی کے خیال سے ایسا نہ کیا ہو۔" ماتھر نے کہا۔

"بدنامی سے زیادہ اسے اپنی جان جانے کا خوف ہونا چاہئے۔ بھلا اقبال اسے کب زندہ چھوڑتا۔ فرض کرو وہ موقع پر بھاگ نکلا ہو! لیکن اقبال نے کم از کم اسے پہچان ہی لیا ہوگا۔ ایسی صورت میں وہ کبھی نہ کبھی اس پر ضرور حملہ کر سکتا ہے۔"

"اقبال کا تو بیان ہے کہ وہ پھر اوپر گیا ہی نہیں۔" ماتھر نے کہا۔

"اس کا بیان قطعی درست معلوم ہوتا ہے! مجھے پارٹی کے آدمیوں سے معلوم ہوا ہے کہ دیاوتی اس پر بُری طرح حاوی تھی اور خود ہی نے پروین کو اپنے کمرے میں رکھا تھا کہ کہیں اقبال اس کے ساتھ رنگ رلیاں نہ منانا شروع کر دے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اقبال پروین کی تلاش میں اوپر جانے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔"

"پھر آخر کون ہے۔" ماتھر اکتا کر بولا۔

"یہ بھی جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔" فریدی نے کہا اور بجھا ہوا سگار سلگانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ماتھر چلا گیا۔

"تو کیا واقعی اقبال کو مجرم نہیں سمجھتے۔" حمید نے کہا۔

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا ویسے حالات اس کے خلاف ہیں۔"

"کیا مطلب....؟" حمید چونک کر بولا۔ "کون سے حالات! ابھی تو آپ انہیں حالات کے تحت اسے بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"فی الحال تو مجھے یہی کرنا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "کل رات جس آدمی سے ہماری گفتگو ہوئی تھی اس کا نام سعید ہے۔ وہ اس پارٹی میں پیانو بجاتا ہے اور ایک اچھا آرٹسٹ ہے تمہیں یاد ہوگا کہ کل دوران گفتگو اس نے ایک بات کہی تھی۔ اقبال اور دیاوتی کی شادی کے متعلق۔"

حمید کچھ سوچنے لگا۔

"اوہ....!" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ہاں یاد ہے.... اس نے کہا تھا کہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ ان کی شادی کن حالات میں ہوئی تھی۔"

"ٹھیک۔" فریدی بجھا ہوا سگار ایش ٹرے میں ڈالتا ہوا بولا۔ "میں کل رات سے اب تک اس کے ساتھ رہا ہوں۔"

"رات سے.... لیکن آپ تو....!"

"بظاہر سو گیا تھا؟" فریدی مسکرا کر بولا۔ "تم جانتے ہو کہ میں اس قسم کے کام تنہا ہی کرتا ہوں۔ بارہ بجے رات کو میں نے کمرہ چھوڑ دیا تھا۔ سعید بار میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ بارٹنڈر اسے بار چھوڑ دینے کے لئے کہہ رہا تھا لیکن وہ وہیں بیٹھنے پر مصر تھا۔ بارہ بجے کے بعد یہاں شراب کی بکری بند کر دی جاتی ہے۔ میں نے دو بوتلیں خریدی اور اُسے اس کے کمرے میں لے گیا پھر میں نے اُس سے سب کچھ پوچھ لیا لیکن اگر وہ نشے میں نہ ہوتا تو شاید ایک لفظ بھی نہ بتاتا۔"

فریدی خاموش ہو گیا۔ حمید بے چینی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اقبال ایک بہت زیادہ دولت مند آدمی ہے۔" فریدی تھوڑی دیر بعد بولا۔ "دیاوتی اس کی پارٹی میں ملازم تھی۔ اقبال شرابی اور حسن پرست ہے۔ ظاہر ہے کہ اس نے دیاوتی سے بھی پینگیں بڑھائی ہوں گی۔ بہر حال معاملہ کچھ بھی رہا ہو ایک دن دیاوتی نے اسے مجبور کیا کہ وہ اس کے ساتھ شادی کر لے۔ اقبال کے انکار پر اس نے عدالتی چارہ جوئی کی دھمکی دی اس نے اُسے بتایا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ سعید کا بیان ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور ان واقعات سے واقف نہیں۔ حتیٰ کہ نسیم بھی نہیں۔"

"نسیم کون؟" حمید نے پوچھا۔

"صرف یہی ایک چیز میں اس سے نہ اگلوا سکا۔ اُس نے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ شاید یہ نام نادانستگی میں اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔ پھر میں نے لاکھ کوشش کی کہ کچھ اور معلوم کر سکوں مگر ممکن نہ ہوا۔ بہر حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ تم پروین سے دوستی پیدا کرو۔ یہ کام میں خود بھی کر سکتا ہوں لیکن یہاں میں عورتوں کے معاملے میں شروع سے محتاط رہا ہوں۔ اس لئے لوگوں کو چونکنے کا موقع نہیں دینا چاہتا۔"

دوسری عورت

اسی رات کو رقص گاہ میں رمبا کے لئے ساز بج رہے تھے۔ آج اقبال کی پارٹی کے پروگرام نہیں ہوئے تھے، خود ہوٹل کے منیجر نے ایک ہفتہ کے لئے انہیں رکوادیا تھا۔

خوش پوش جوڑے رقص کے لئے اٹھ رہے تھے۔ پروین بھی ایک طرف بیٹھی تھی۔ لیکن اس سے کسی نے رقص کرنے کی درخواست نہیں کی تھی اور اقبال نشے کی وجہ سے اس قابل نہیں تھا کہ رقص کر سکے! لوگ دراصل پروین سے کترا رہے تھے۔ سب کو علم ہو گیا تھا کہ اس کے سوٹ کیس سے خون آلود چھری برآمد ہوئی ہے۔

فریدی اور حمید ایک طرف بیٹھے تھے۔ اس دوران میں حمید نے کئی بار رقص کے لئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن فریدی اسے برابر روکتا رہا۔ اس کی جان پہچان کی کئی لڑکیاں ادھر سے گذریں لیکن وہ فریدی کی وجہ سے مجبور تھا۔

"حمید اس سے بہتر اور کوئی موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔"

"کیا عبادت کا موقع۔" حمید جھلا کر بولا۔

"کیا بچوں کی سی باتیں کرتے ہو! تم جیسے سعادت مند فرزند کے لئے آوارہ اور اوباش لڑکیاں ٹھیک نہیں۔ میں نے اب تک تمہیں پروین کے لئے روکے رکھا تھا۔"

"اوہ....!" حمید اچھل کر بولا۔ "میں سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ مجھے نامحرم عورتوں کے ساتھ رقص نہیں کرنے دیں گے۔"

"چلو جلدی کرو۔" فریدی اکتا کر بولا۔

حمید اٹھ کر پروین کے پاس آیا۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا میں آپ سے رقص کی درخواست کر سکتا ہوں۔" حمید قدرے جھک کر آہستہ سے بولا۔

"جی....جی۔" وہ اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکی۔

"میں شکر گزار ہوں گا۔"

پروین کھڑی ہو گئی۔

"لیکن آپ نے اس کی جرأت کس طرح کی۔" پروین نے آہستہ سے کہا وہ دونوں ناچنے

والوں کی بھیڑ میں آ گئے تھے۔

"اس میں جرأت کی کیا بات ہے۔"

"عموماً آج لوگ مجھ سے کترا رہے ہیں۔"

"لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کبھی کسی کو قتل نہیں کر سکتیں۔"

پروین حیرت سے حمید کی طرف دیکھنے لگی۔

"شاید آپ کو رمبا اچھی طرح نہیں آتا۔" حمید نے کہا۔ "نہیں.... داہنا.... ٹھیک بایاں نہیں پھر داہنا.... بایاں.... بایاں.... داہنا.... ٹھیک!.... ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ آپ قاتل نہیں ہو سکتیں۔ آپ نے بہت بُرا کیا کہ اس پارٹی میں داخل ہوئیں۔ ابھی ہمارے یہاں کا ماحول اس کے لئے سازگار نہیں۔"

"آپ پولیس والوں سے بھی خائف نہیں۔" پروین نے کہا۔

"میں ملٹری کا آدمی ہوں نا۔"

"کل مجھے انتہائی پریشانی کے عالم میں بھی آپ کی باتوں پر ہنسی آتی تھی۔"

"ابھی میں انہیں اور تنگ کروں گا۔ ان گدھوں نے ہمارا نام بھی مشتبہ آدمیوں کی فہرست میں لکھ رکھا ہے۔"

"سنا ہے آج وہ آپ لوگوں کو بھی حراست میں لینے کے لئے آئے تھے۔"

"آئے تو تھے لیکن میرے ساتھی نے ان کی کافی حجامت بنائی۔"

"یعنی....!"

"اس سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا۔"

"لیکن وہ ناچ کیوں نہیں رہے ہیں۔"

"اسے ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ دراصل فلسفی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ناچوں میں شنکر ناچ سب سے بہتر ہے جس سے جسم میں توانائی آتی ہے۔ رمبا وغیرہ کو وہ مکھی مارنے کے مترادف سمجھتا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ وہ عورتوں سے دور بھاگتا ہے۔"

"ٹھیک ہے میں نے انہیں ابھی تک کسی عورت سے بات کرتے نہیں دیکھا۔"

"کہہ تو دیا کہ وہ عورتوں سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے شیر بکری سے۔"

پروین بے تحاشہ ہنس پڑی۔

"کیا میں نے کوئی بے وقوفی کی بات کہہ دی ہے۔"

"شیر بھی کہیں بکری سے بھاگتا ہے۔"

"میرا مطلب یہ تھا جیسے بکری شیر سے۔"

پروین خاموش ہوگئی۔ دونوں ناچتے رہے۔

"اقبال بڑا واہیات آدمی معلوم ہوتا ہے۔" حمید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"ہوں۔"

"میں نے کبھی اُسے ہوش میں نہیں دیکھا۔"

"میں تو اب اپنی زندگی سے بیزار ہوگئی ہوں۔"

"کیوں؟"

"میں ایک دلدل میں آ پھنسی ہوں۔ شہرت اور دولت کی لالچ نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔"

"اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔"

"مگر اب کیا ہوسکتا ہے۔ اقبال بڑا مکار ثابت ہوا۔ اس نے مجھ سے چھ ماہ کا کنٹریکٹ کیا ہے اگر میں علیحدہ ہوتی ہوں تو مجھ پر دعویٰ دائر کر دے گا۔"

"خیر اس کے لئے بھی کوشش کی جائے گی۔"

"کیسی کوشش۔" پروین چونک کر بولی۔

"سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ آپ قتل کے الزام سے بری ہو جائیں اس کے بعد ہم اس کے لئے بھی کوشش کریں گے۔"

"میں اب کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے۔ اگر پہلے ہی سے آپ کا یہ رویہ ہوتا تو اس کی نوبت نہ آتی۔"

"آخر آپ کیوں اتنے ہمدرد ہوگئے ہیں۔"

"اس لئے کہ ہم ایک ہی کشتی پر سوار ہیں۔ ہم بھی تو مشتبہ ہیں نا۔"

"مگر آپ کے خلاف ان کے پاس کوئی واضح ثبوت نہیں ہے۔"

"تو جس کے خلاف ان کے پاس واضح ثبوت موجود ہے اس کا وہ کیا بگاڑیں گے۔"

"یعنی۔"

"یعنی یہ کہ اسے ثابت کر دینا کوئی مشکل کام نہیں کہ وہ چھری کسی اور نے آپ کے سوٹ کیس میں رکھی تھی۔"

"کیا اب میرے گرد کوئی نیا جال بنایا جانے والا ہے۔" پروین نے کہا۔

"اس کا فیصلہ مستقبل کرے گا۔" حمید مسکرا کر بولا۔

پروین پھر خاموش ہو گئی۔

"دیاوتی اور اقبال کے تعلقات کیسے تھے؟"

"میں ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں کر سکی۔ البتہ اتنا جانتی ہوں کہ اقبال اس سے بہت ڈرتا تھا۔"

"کیوں؟"

"وہ اس پر چھائی ہوئی تھی۔"

"اس کی وجہ؟"

"وجہ میں نہیں جانتی۔"

"سعید بڑا شریف آدمی ہے۔" حمید نے کہا۔

"کیا آپ اُسے جانتے ہیں؟"

"یہیں جان پہچان ہوئی ہے۔ میں اسے پسند کرتا ہوں۔"

"اچھا آدمی ہے۔" پروین نے کہا۔

"لیکن وہ اقبال کو پسند نہیں کرتا۔"

"اقبال کو پسند ہی کون کرتا ہے۔" پروین بولی۔

"بدکردار آدمی ہے۔"

"میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ ویسے اسے کوئی پسند نہیں کرتا۔"

"اچھا اس دیاوتی سے کسی کی آشنائی تھی۔"

"مجھے نہیں معلوم۔" پروین نے کہا اور حمید کو گھورنے لگی۔ "آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"آپ کو اس دلدل سے نکالنے کے لئے۔"

"مجھے حیرت ہے کہ آپ مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہیں۔"

"شاید آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" حمید نے کہا۔ "شاید آپ یہ سمجھتی ہیں کہ....!"

حمید کچھ اور کہنے جا رہا تھا کہ ساز بند ہو گئے۔ رقص کرنے والے ادھر اُدھر منتشر ہونے لگے۔ حمید پروین کے ساتھ مالتی کی جھاڑیوں کے قریب میزوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ وہ ایک ویٹر کو اشارے سے بلا ہی رہا تھا کہ پروین بولی۔

"واضح رہے کہ میں شراب نہیں پیتی۔"

"لاحول ولا قوۃ! تو یہاں کون فاختہ کا پٹھا پیتا ہے۔"

حمید نے ویٹر کو آئس کریم کا آرڈر دیا۔

پروین اسے پُر خیال انداز میں گھور رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ آپ میرے متعلق کوئی غلط رائے قائم کر رہی ہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔ پھر دفعتاً دوسری طرف مڑ کر کہنے لگا۔ "لیجئے نگرانی شروع ہو گئی۔"

"نگرانی۔ کیا مطلب۔" پروین چونک پڑی۔

"رام سنگھ کے آدمی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔"

"کون رام سنگھ۔"

"وہی بوڑھا انسپکٹر۔"

"اوہ.... تو آپ ہٹ جایئے۔"

"کیوں؟"

"وہ آپ لوگوں کو اور زیادہ تنگ کرے گا۔"

"اچھا فرض کیجئے! اگر میں ہی دیاوتی کا قاتل ہوں تو۔"

"آپ! نہیں.... بھلا.... آپ کیوں؟"

"ناممکن نہیں ہے۔" حمید نے کہا۔ "خیر چھوڑیئے۔ وہ آئس کریم بھی آ گئی۔"

دونوں آئس کریم کھانے لگے۔

"دیاوتی تو گانا نہیں جانتی تھی؟" حمید نے پوچھا۔

"نہیں....!"

"آپ بہت اچھا گاتی ہیں۔"

"شکریہ۔"

"آپ سے پہلے بھی تو کوئی مغنیہ رہی ہوگی اس پارٹی میں۔"

پروین بے ساختہ چونک کر حمید کو گھورنے لگی۔

"ہاں تھی تو۔"

"اس نے ملازمت ترک کر دی۔"

"لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"پھر کہوں گا کہ آپ کو اس دلدل سے نکالنے کے لئے۔"

"آپ کون ہیں؟"

"آپ مجھے نہیں جانتیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "کیپٹن سلیم۔ ایک یونٹ کے محکمہ سراغ رسانی کا انچارج۔"

"اوہ....!"

"لیکن اس سلسلے میں آپ کو اپنی زبان بند رکھنی ہوگی۔ میں مجرم اور پولیس دونوں کو مغالطے میں رکھ کر اپنا کام کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو کیا آپ سچ مچ مجھے بے گناہ سمجھتے ہیں۔" پروین کے لہجے میں کپکپاہٹ تھی۔

"قطعی! اسی لئے تو میں سر مار رہا ہوں۔ آپ سمجھی تھیں، شاید میں بھی آپ کے فن کے پجاریوں میں سے ایک ہوں اور اس طرح آپ سے متعارف ہونا چاہتا ہوں۔ نہیں بے بی میں اتنا ڈیم فول نہیں ہوں۔"

پروین حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"لہٰذا کہنے کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے ابھی تک جو بات پولیس سے چھپائی ہے مجھے بتایئے۔"

"میں نے کیا بات چھپائی ہے۔" پروین نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"نسیم....!" حمید نے اندھیرے میں تیر پھینکا۔

''تو آپ سب کچھ جانتے ہیں۔'' وہ آہستہ سے آگے بڑھ کر بولی۔

''بیٹھ جاؤ، بیٹھ جاؤ۔'' حمید اپنے جوش پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ شاید اندھیرے میں پھینکا ہوا تیر نشانے پر بیٹھا تھا، اس خیال سے اس کا دم گھٹنے لگا کہ اب وہ بھی فریدی پر اپنی کار گزاری کا رعب ڈالے گا۔

''میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا۔

پروین تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔

''جی ہاں.... وہی مجھ سے پہلے بحیثیت مغنیہ پارٹی میں کام کرتی تھی لیکن وہ واقعہ میرے سامنے نہیں پیش آیا تھا۔''

''کون سا واقعہ؟''

''جب آپ جانتے ہی ہیں تو....!''

''ممکن ہے کوئی بات مجھے نہ بھی معلوم ہو۔'' حمید اس کی بات کاٹ کر بولا۔

''یہ واقعہ پارٹی کے ہر آدمی کو معلوم ہے لیکن...... اپنے عادات و اطوار کی بناء پر پارٹی میں اتنی مقبول تھی کہ پولیس کو بیان دیتے وقت کسی نے اس واقعے کا تذکرہ نہیں کیا۔''

حمید پائپ سلگانے لگا۔ پروین تھوڑے توقف کے بعد پھر بولی۔

''نسیم اقبال کو بے حد چاہتی تھی اور اقبال بھی اسے چاہتا تھا، میں آپ سے لوگوں کا خیال بتا رہی ہوں۔ ویسے میں اقبال کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتی۔ ہاں تو اقبال نے نسیم سے شادی کا وعدہ کیا تھا اور پھر جب ایک دن یہ بات مشہور ہوئی کہ اقبال نے دیاوتی سے شادی کر لی تو نسیم کئی گھنٹے تک پاگلوں کی طرح اول فول بکتی رہی پھر اسی شام کو جب کہ اقبال اور دیاوتی پارٹی کے کچھ آدمیوں کے ساتھ چائے پی رہے تھے نسیم غصے میں بھری ہوئی اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں خنجر تھا جس سے اس نے دیاوتی پر حملہ کر دیا لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اس وقت ہوش میں نہ تھی۔ اسی رات کو سعید اسے لے کر کہیں چلا گیا۔ دوسرے دن واپسی پر اس نے بتایا کہ وہ اسے اس کی ماں کے پاس گاؤں چھوڑ آیا ہے اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ میں ہر بار ہوٹل سے باہر ہی رہی تھی لیکن آخر وہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھی۔ میں نے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا تھا ضرورت بھی کیا تھی۔ میں نے سوچا ممکن ہے دیاوتی اسے گرفتار کرا دینے کی کوشش

کرے جیسا کہ وہ اس واقعے کے بعد بھی کر چکی تھی، لیکن میں نے آج اقبال سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے نسیم کو ڈھونڈھ نکالنا بہت ضروری ہے۔ آج بارہ بجے کے بعد ہم دونوں اسے یہاں کے ہوٹلوں اور قیام گاہوں میں تلاش کریں گے۔"

ایک اور قتل

"یہ بھی آپ نے اچھا ہی کیا کہ مجھے اپنا پروگرام بتا دیا۔"

"کیوں....؟"

"اب میں آپ کی حفاظت بھی کر سکوں گا۔" حمید نے کہا۔ "آپ کا یہ فعل غیر دانشمندانہ ہے کہ آپ نے اقبال سے بارہ بجے کے بعد ہوٹل گردی کا وعدہ کر لیا ہے۔"

پروین نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"آپ کے علاوہ بھی کسی اور کو یہاں نسیم کی موجودگی کا علم ہے۔"

"اس کے متعلق میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"

"اچھا ایک اور بات؟ کیا دیاوتی کا رویہ آپ کے ساتھ بھی خراب تھا۔"

"نہیں! لیکن وہ اس بات کی کڑی نگرانی رکھتی تھی کہ میں اقبال کے ساتھ کہیں جانے نہ پاؤں۔"

"اوہ....!" حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "لیکن کل اس نے آپ کو کیوں ٹوکا نہیں تھا۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ آپ بغرض تفریح کہیں جا رہی ہیں۔ اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی یا نہیں کہ آپ تنہا جا رہی ہیں یا کوئی اور بھی آپ کے ساتھ جائے گا۔"

"نہیں قطعی نہیں۔"

"حیرت ہے۔"

پروین حمید کو غور سے دیکھنے لگی۔

"کیا آپ اندازاً یہ بتا سکتی ہیں کہ وہ کس کا انتظار کر رہی تھی۔"

"اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتی! آپ پھر بھول رہے ہیں کہ اس پارٹی میں شامل ہوئے

چند ہی روز گزرے ہیں۔"

دونوں خاموش ہو گئے۔ پروین تھوڑی دیر تک بیٹھی رہی پھر اٹھتی ہوئی بولی۔

"اچھا اب میں اجازت چاہوں گی۔"

"بہتر ہے لیکن میرے متعلق اقبال کو بھی کچھ نہ معلوم ہونا چاہئے۔"

"حتیٰ الامکان یہی کوشش کروں گی۔"

"شکریہ۔"

پروین چلی گئی۔ حمید نے ادھر اُدھر دیکھا فریدی کی میز یہاں سے کافی فاصلے پر تھی اور ایک سدا بہار درخت کی اوٹ میں تھی۔ حمید اٹھ کر اس کی طرف روانہ ہو گیا۔

فریدی کافی کی پیالی سامنے رکھے اونگھ رہا تھا۔

"آج تو میں نے کمال کر دیا۔" حمید بیٹھتا ہوا بولا۔

"کسے حلال کر دیا۔"

"حلال نہیں کمال۔"

"کون کمال۔ کیا احمد کمال۔ مگر وہ تو میرا ہی نام ہے۔"

"سمجھا۔" حمید مسکرا کر بولا۔ "خیر جناب اس بار میدان میرے ہاتھ رہا۔"

"اچھا....!" فریدی آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "میدان تمہارے ہاتھ رہا۔ گویا میدان نہ ہوا کسی آوارہ لڑکی کا ہاتھ ہو گیا۔"

"تو آپ اس وقت کچھ سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔" حمید اکتا کر بولا۔

"کیوں نہیں! ضرور سنوں گا۔ کچھ بھی سناؤ۔ ٹھمری، دادرا، اساوری، بھیرویں، میاں کی ٹوکری، شیام کلیان، سوہنی حتیٰ کہ قوالی تک سننے کے موڈ میں ہوں۔"

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ نسیم کون ہے۔" حمید نے اکڑ کر پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں ایک خوبصورت سی لڑکی۔ اسی پارٹی میں پروین سے پہلے مغنیہ تھی۔"

حمید حیرت سے فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اور یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ اس کی علیحدگی کس طرح عمل میں آئی تھی۔ نہ وہ دیاوتی پر خنجر سے حملہ کرتی اور نہ اسے اس کے گاؤں پہنچایا جاتا۔"

"تو آپ پہلے سے جانتے ہیں۔" حمید نے جھینپی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ "دفعتاً اُسے خیال آیا کہ ابھی ایک اطلاع اور باقی ہے۔"

"اور کچھ۔" فریدی نے سگار سلگاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اقبال بارہ بجے کے بعد پروین کو کہاں لے جائے گا۔"

"یہ بھی بہت پرانی اطلاع ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "وہ دونوں آج نسیم کی تلاش میں نکلیں گے وہ یہیں کہیں مقیم ہے اور کئی بار پروین سے ملنے کی کوشش کر چکی ہے اور بتاؤں تم بالکل الو ہو۔ تم یہ بتائے بغیر پروین سے کچھ نہیں معلوم کر سکے کہ تم کسی خیالی فوجی یونٹ کے محکمہ سراغرسانی کے انچارج رہ چکے ہو۔ یہ ایک فنی غلطی تھی خیر بہرحال مجموعی حیثیت سے یہ انٹرویو بُرا نہیں رہا۔ ہاں ایک بہت زیادہ کام کی بات تم نے نہیں پوچھی۔"

حمید حیرت سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا اس کے خاموش ہوتے ہی چونکا۔

"کیا....؟"

"تمہیں یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی کہ آخر سعید ہی کیوں نسیم کو اس کے گاؤں لے گیا تھا۔ ان دونوں کے تعلقات کس قسم کے تھے۔"

"مگر آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا۔" حمید بے چینی سے بولا۔

"میرے ہمزاد نے بتایا ہے۔" فریدی ہنس کر بولا۔ "میں کسی جاسوسی ناول کے سراغرساں کی طرح سب کچھ جانتا ہوں۔"

"بتائیے نا!" حمید اکتا کر بولا۔

"تم خود ہی بتاؤ۔"

حمید فریدی کو گھورنے لگا۔

"سوچو.... سوچو.... ذہن پر زور دو۔"

"چھوڑیئے.... میں خواہ مخواہ دردسری کیوں مول لوں۔"

"کوئی خاص بات نہیں تھی۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میں نے ابھی ابھی یہ ساری باتیں معلوم کی ہیں۔ میں تمہارے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔"

"کہاں؟" حمید چونک کر بولا۔

"مالتی کی جھاڑیوں میں۔"

"ہوں۔" حمید منہ سکوڑ کر بولا۔ "بھلا اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"ابھی کچے ہو۔" فریدی نے مسکرا کر کہا اور بجھا ہوا سگار سلگانے لگا۔

"لیکن اگر رام سنگھ کے کسی آدمی نے آپ کو جھاڑیوں میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا ہو۔" حمید نے کہا۔

"ممکن ہے دیکھا ہو! اگر ایسا ہوا تو اور بھی اچھا ہے۔"

"کیوں؟"

"اس طرح وہ ہم دونوں کی کڑی نگرانی شروع کر دیں گے۔"

"اس سے فائدہ؟"

"چھوڑو اس بحث کو۔ وہ دیکھو تمہاری چھوکریاں ادھر آرہی ہیں اب تمہیں چھٹی ہے، جا سکتے ہو۔" فریدی نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

حمید فریدی کو گھورتا ہوا اٹھ گیا۔

رقص کی موسیقی پھر شروع ہو گئی تھی۔ لوگ آہستہ آہستہ میزوں سے اُٹھ کر رقص گاہ کی طرف جا رہے تھے۔ حمید اپنی جان پہچان والی لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ ناچنے لگا۔ اس کی طبیعت بدمزہ ہو گئی تھی۔ وہ سمجھا تھا کہ فریدی اس وقت اس کی پیٹھ ٹھونکے گا مگر مایوسی کے ایک ہی چھینٹے نے اس کا سارا جوش ٹھنڈا کر دیا۔

فریدی چپ چاپ بیٹھا ناچنے والوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی نظریں زیادہ تر ڈانسنگ پارٹی کے آرٹسٹوں پر پڑ رہی تھیں۔ اس وقت اقبال اور سعید کے علاوہ سب رقص میں حصہ لے رہے تھے اقبال تو نشے میں تھا لیکن سعید نہ جانے کیوں سب سے الگ تھلگ ایک گوشے میں تنہا بیٹھا تھا۔ اس وقت اس نے شراب بھی نہیں پی تھی۔ فریدی کی نظریں شام ہی سے اس پر تھیں۔ اس کا اندازہ تو اس نے پچھلی ہی رات کو لگا لیا تھا کہ وہ زیادہ پینے کا عادی نہیں ہے۔

فریدی تھوڑی دیر تک بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اٹھ کر سعید کی میز کی طرف بڑھا۔ سعید اسے دیکھ کر بے ساختہ چونک پڑا۔

"معاف کیجئے گا۔" فریدی بیٹھتا ہوا بولا۔ "میرا خیال ہے کہ شاید پچھلی رات کو میں اپنا سگار لائٹر آپ کے کمرے میں چھوڑ آیا تھا۔"

"مجھے نہیں معلوم! دیکھوں گا۔" اس نے فریدی کو گھورتے ہوئے کہا۔ "رات میری حالت خراب تھی۔ کیا آپ ہی نے مجھے میرے کمرے میں پہنچایا تھا۔"

"جی ہاں۔"

"میں اس تکلیف کی معافی چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔" فریدی نے کہا۔

"سعید میز پر نظریں جمائے خاموش بیٹھا تھا۔"

"آپ پیانو بہت اچھا بجاتے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"جی۔" وہ چونک کر بولا۔ پھر زبردستی مسکرانے کی کوشش کرنے لگا۔ "بس یونہی ٹوٹا پھوٹا بجا لیتا ہوں۔ ویسے فن تو ایک بحر ذخار ہے۔"

"کچھ بھی ہو! مجھے آپ کی پارٹی کے سارے فنکار باکمال معلوم ہوتے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

سعید نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموشی سے رقص کرنے والوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ فریدی سگار سلگانے کے بعد پھر اس کی طرف مخاطب ہوا۔

"اس افسوس ناک حادثے کی وجہ سے ہم اتنے اچھے اچھے پروگراموں سے محروم ہو گئے۔" وہ پھر بولا۔

سعید پھر چونک کر فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

دفعتاً فریدی کی توجہ اس کی طرف سے ہٹ کر رقص کرنے والوں کی طرف مبذول ہو گئی۔ پارٹی والوں میں سے ایک کم ہو گیا تھا اور اقبال بھی اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ پھر اس نے حمید کو بھی مجمع سے نکل کر عمارت کی طرف جاتے دیکھا۔

"وہ صاحب جو وائلن بجاتے ہیں ان کا کیا نام ہے۔" فریدی نے پلٹ کر سعید سے پوچھا۔

"وحید....!"

"وہ بھی اپنے فن کے ماہر ہیں۔ مجھے بھی وائلن سے تھوڑا بہت شوق ہے۔"

سعید پھر اسے گھورنے لگا۔

"معاف کیجئے گا۔" وہ دفعتاً اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے ذرا ایک کام یاد آگیا۔ میں آپ کا سگار لائٹر ضرور تلاش کروں گا۔"

"اوہ! کوئی بات نہیں۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "میں تو یونہی خواہ مخواہ آپ کا وقت برباد کر رہا تھا۔"

"یہ بات نہیں۔" سعید اخلاقاً دانت نکال کر بولا۔ "میں معافی چاہتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔

فریدی کے ہونٹوں پر ایک پُر اسرار مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

وہ بھی اٹھ کر ٹیلی فون بوتھ کے قریب آیا۔ تھوڑی دیر تک کھڑا اِدھر اُدھر دیکھتا رہا پھر اندر جا کر ڈائل پر نمبر ملانے لگا۔

"ہیلو! کون بول رہا ہے اوہ ماتھر!.... میں ف بول رہا ہوں۔ پیراڈائیز سے دیکھو، مجھے ابھی اور اسی وقت ایک کار چاہئے.... مگر وہ تمہاری نہ ہو.... یہاں بھجوادو.... ڈرائیور سے کہہ دو کہ کار یہاں چھوڑ کر واپس جائے.... پہچان کے لئے مجھے کار کا نمبر بتادو۔ ہاں.... ہاں.... کیا.... تین سو سات.... پھر.... بھئی پھر کہو میں نے سنا نہیں۔ تین سو ساٹھ.... اچھا شکریہ.... صبح تک کار واپس بھجوادی جائے گی۔" فریدی ریسیور رکھ کر باہر نکل آیا۔

رقص گاہ میں حمید سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ وہ تنہا تھا اور ایک میز پر ہاتھ ٹیکے کھڑا کچھ سوچ رہا تھا۔ فریدی کو دیکھتے ہی وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"ایک دلچسپ اطلاع۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "میں نے اس وقت ایک ایسا منظر دیکھا ہے کہ اگر الجھن کا مریض ہوتا تو میرا ہارٹ فیل ہو جانا یقینی تھا۔"

"ہوں؟" فریدی نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"وہ جو وائلن بجاتا ہے نا....!"

"وحید؟"

"ہاں.... وہی! اقبال اس وقت اس کا تعاقب کر رہا تھا اور سعید اقبال کا اور لطف یہ ہے کہ وہ تینوں اس سے بے خبر تھے کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے اور پھر آخری آدمی یعنی میں نے یہ دیکھا کہ

وہ تینوں اپنے اپنے کمروں میں بند ہو گئے۔"

"پروین بھی کہیں دکھائی دی تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"پروین پر خاص طور سے نظر رکھنا۔" فریدی نے کہا۔

"کیوں؟"

"پھر تم نے مجھ سے سوالات کرنے شروع کئے۔" فریدی بگڑ کر بولا۔ "جو میں کہوں وہ کرو۔"

"آپ مجھ سے کہئے کہ سر کے بل کھڑے ہو جاؤ تو کیا سچ مچ سر کے بل کھڑا ہو جاؤں گا۔"

"فضول بکواس کا وقت نہیں جاؤ۔"

اسی رات کے بارہ بجے دو کاریں پہاڑیوں میں چکرانے والی سنسان سڑکوں پر فرانے بھر رہی تھیں۔ اگلی کار کی ہیڈ لائیٹس روشن تھیں لیکن پچھلی کار کی ساری روشنیاں گل کر دی گئی تھیں۔ وہ دونوں کاریں اسی طرح آگے پیچھے چلتی رہیں۔ اگلی کی رفتار سست ہوتے ہی پچھلی کار روک دی جاتی۔ اگلی کار رام گڈھ کے متعدد ہوٹلوں کے سامنے رک چکی تھی۔ اگلی کار میں اقبال اور پروین تھے اور دوسری میں فریدی اور حمید! اقبال اور پروین نے اب تک کئی ہوٹل دیکھ ڈالے تھے۔

اب ان کی کار بالی کیمپ کی طرف جارہی تھی۔ یہاں بھی وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل کے سامنے پہنچ کر رکے یہاں قرب و جوار میں دو ایک چھوٹے موٹے کارخانے تھے جہاں رات میں بھی کام ہوتا تھا اس لئے یہ ہوٹل رات بھر کھلا رہتا تھا۔ پروین اور اقبال اتر کر اندر چلے گئے۔ فریدی نے اپنی کار دور درختوں کے نیچے کھڑی کر دی تھی اور وہ بھی اتر کو ہوٹل کی طرف بڑھے انہوں نے لمبا سفر کرنے والے سیاحوں کا حلیہ بنا رکھا تھا۔ ان کے کوٹ میلے تھے اور پتلونوں کی کریز غائب تھی۔ بالوں پر گرد جمی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے چہروں میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کی تھی اور آسانی سے پہچانے نہیں جاسکتے تھے جس وقت وہ ہوٹل میں داخل ہوئے انہوں نے کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی ایک بوڑھی عورت کو اقبال اور پروین سے گفتگو کرتے دیکھا۔ وہ چپ چاپ ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ اقبال ہوٹل کے رجسٹر پر جھکا ہوا تھا۔ دفعتاً وہ چونک کر پروین کی طرف مڑا۔

"یہ دستخط اسی کے ہیں۔"

فریدی نے اطمینان کا سانس لیا اور بوڑھی عورت کو مخاطب کر کے کافی کا آرڈر دیتا ہوا سگار سلگانے لگا۔ پروین اور اقبال نے بھی انہیں دیکھا لیکن کوئی اہمیت نہ دی اور پھر دونوں رجسٹر پر جھک گئے۔

"مگر یہ ابھی تک واپس نہیں آئی۔" بوڑھی نے اقبال سے کہا۔

"کوئی بات نہیں، ہم انتظار کریں گے۔" اقبال نے کہا اور پروین سمیت ایک میز کے قریب بیٹھ گیا۔

اقبال تھوڑی دیر تک بیٹھا اونگھتا رہا پھر اچانک پروین سے بولا۔

"وہ میری کار پہچانتی ہے! کیوں نہ میں کار کو اندھیرے میں کھڑی کر آؤں.... ہو سکتا ہے کہ وہ میری کار پہچان کر واپس چلی جائے۔"

پروین نے سر ہلا دیا۔ اقبال کے چلے جانے کے بعد اس نے میز پر ٹھوڑی ٹیک کر آنکھیں بند کر لیں اور حمید کرسی پر پہلو بدلنے لگا۔

"اوہ.... ذرا دیکھئے.... خدا کی قسم وہ بچوں کی طرح معصوم دکھائی دیتی ہے۔"

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا وہ خاموشی سے کافی پی رہا تھا۔

آدھا گھنٹہ گذر گیا لیکن اقبال واپس نہ آیا۔ پروین بے چینی سے کرسی پر پہلو بدل رہی تھی۔ اس کی نگاہیں بار بار دیوار سے لگی ہوئی گھڑی کی طرف اٹھ رہی تھی۔ پندرہ منٹ اور گذر گئے۔ دفعتاً اقبال کچھ گھبرایا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے دروازے ہی سے پروین کو اشارے سے بلایا۔ پروین اٹھ کر اس کی طرف بڑھی اور وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گیا۔ بوڑھی حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔

فریدی نے بھی اٹھ کر بل ادا کیا اور دونوں باہر نکل آئے۔ درختوں کے نیچے اقبال کار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا پھر وہ گالیاں بکتا ہوا نیچے اتر آیا۔

"تم اسٹیئرنگ لو میں دھکا دیتا ہوں۔" اس نے پروین سے کہا۔ "اس کم بخت کو بھی اسی وقت خراب ہونا تھا۔"

اس نے کار کو دھکا دینا شروع کیا۔ لیکن یہ اکیلے اس کے بس کی بات نہ تھی۔

آخر وہ تھک ہار کر پائیدان پر بیٹھ گیا۔

"میں چاہتا تھا کہ تمہیں ہوٹل پہنچا کر پھر واپس آجاؤں۔ میں نہیں چاہتا کہ پولیس اس موقعے پر تمہیں میرے ساتھ دیکھے۔"

"لیکن اسے کس نے قتل کیا؟" پروین اندر سے بولی۔ "آپ اب تک کہاں تھے؟"

"اوہ! یہ نہ پوچھو! اس کی لاش ادھر چٹانوں میں پڑی ہوئی ہے۔" وہ ایک طرف اشارہ کر کے بولا۔ "کسی نے اس کا پیٹ پھاڑ دیا ہے۔ اُف میرے خدا! ہائے کیسی کیسی حسینائیں قتل ہو رہی ہیں۔ اوہ بے بی۔ میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

"لیکن آپ اُدھر کیا کرنے گئے تھے۔" پروین نے پوچھا۔

"میں نے چیخ سنی تھی! مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ نسیم کی چیخ ہے۔ میں اُدھر بھاگا مگر.... آہ.... یا خدا وہ منظر میرے ذہن سے محو کردے.... بے بی پھر اسٹارٹ کرو، میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

پروین نے کار اسٹارٹ کی اس بار انجن اسٹارٹ ہو گیا۔

"شکر ہے۔" اقبال نے اٹھتے ہوئے کہا، پروین دوسری طرف سرک گئی اور اقبال نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ کار چل دی۔

تھوڑی دیر چٹانوں میں بھٹکنے کے بعد فریدی اور حمید سچ مچ ایک لاش تک پہنچ گئے۔ یہ ایک غیر معمولی طور پر حسین اور نوجوان عورت تھی۔ کسی بے رحم نے اس کا پیٹ چاک کر دیا تھا۔ اس کے پھٹے ہوئے لباس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کافی جدوجہد کے بعد قتل کی گئی ہے۔ فریدی لاش پر جھک گیا۔ حمید کے ماتھے سے پسینے کی دھاریں پھوٹ نکلی تھیں، جنہیں وہ بار بار رومال سے خشک کرتا جا رہا تھا۔

ہیروں کا ہار

دوسرے دن صبح ہوٹل میں پولیس موجود تھی۔ فریدی اور حمید اپنے کمرے میں تھے۔ دفعتاً سپرنٹنڈنٹ ماتھر نے دروازے پر دستک دی۔ حمید نے دروازہ کھول دیا۔

"لو بھئی ایک اور قتل۔" ماتھر بیٹھتا ہوا بولا۔

"کیا یہاں؟" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں.... بالی کیمپ کے قریب! لیکن مقتولہ کا تعلق بھی اقبال سے ہے۔"

"یعنی۔"

"اوہ....!"

"کسی نے رات کو بالی کیمپ سے اس قتل کی اطلاع فون سے دی تھی۔"

"کس نے؟"

"کسی نامعلوم آدمی نے؟"

"اچھا! فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔"

"نسیم کے کچھ کاغذات کے ذریعے معلوم ہوا کہ وہ اسی پارٹی میں ملازم تھی۔" ماتھر نے کہا۔

"وہ بالی کیمپ کے کیمپ ریفرشو میں ٹھہری ہوئی تھی۔ ہوٹل کی مالکہ کا بیان ہے کہ کل رات کو ایک بجے کے بعد ایک عورت اور ایک مرد اس کی تلاش میں آئے تھے۔"

"تو ان دونوں کا پتہ چلا۔" فریدی نے کہا۔

"نہیں.... ابھی تک نہیں چل سکا۔" ماتھر بولا۔ "رات سے اب تک جاگ رہا ہوں۔ تقریباً چھ ماہ سے رام گڈھ میں اس قسم کے جرائم نہیں ہو رہے تھے۔ ریکارڈ اچھا خاصہ تھا۔ نہ جانے یک بیک کیا ہو گیا اور ہاں ایک نئی بات سنو۔ ایک بار اس نسیم نے دیاوتی پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔"

"کیا....؟" حمید نے حیرت ظاہر کی۔

"پارٹی کے دوسرے آدمی سے یہ بات پوچھ گچھ کے دوران میں معلوم ہوئی اور پھر سب نے اس کی تصدیق کر دی۔ ذرا سوچو تو کہ یہ کتنی اہم بات تھی۔ اسے تو پہلے ہی معلوم ہونا چاہئے تھا۔"

"قطعی۔" فریدی سر ہلا کر بولا۔ "لیکن یہ بات کس نے بتائی۔"

"وحید نے۔ جو پارٹی میں وائلن بجاتا ہے۔"

فریدی نے حمید کی طرف دیکھا، جو حیرت سے ماتھر کو دیکھ رہا تھا۔

"اس کیس نے سچ مچ دماغ چکرا دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نسیم اقبال سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ خود اقبال نے اس کا اعتراف کر لیا ہے۔ اچانک دیاوتی درمیان میں آجاتی ہے۔"

"تو کیا اقبال بھی نسیم کو چاہتا تھا۔" فریدی نے کہا۔

"کمال کر دیا۔ اگر وہ اسے چاہتا ہی ہوتا تو دیاوتی سے کیوں شادی کر لیتا۔" ماتھر مسکرا کر بولا۔

فریدی بھی مسکرانے لگا۔" وہ سوچ رہا تھا کہ ان سب باتوں کے معلوم ہو جانے کے باوجود بھی پولیس کو دیاوتی اور اقبال کی شادی کے متعلق صحیح معلومات کیوں نہیں۔"

"دوسری حیرت انگیز بات۔" ماتھر تھوڑی دیر بعد بولا۔"پارٹی والے کہتے ہیں کہ نسیم شادی شدہ نہیں تھی۔"

"کیا مطلب.....!" فریدی چونک کر بولا۔

"لیکن وہ شادی شدہ تھی۔" ماتھر نے اپنی جیبوں کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔"یہ رہا اس کی شادی کا سرٹیفکیٹ۔"

ماتھر نے ایک لفافہ فریدی کے سامنے ڈال دیا۔ فریدی دیر تک لفافے کے اندر کے کاغذات کا جائزہ لیتا رہا۔

"یہ تمہیں ملا کہاں سے۔" فریدی نے پوچھا۔

"مقتولہ کے سوٹ کیس سے۔"

"ابھی یہ بات پولیس کے علاوہ کسی اور پر تو ظاہر نہیں ہوئی۔"

"نہیں۔"

"ٹھیک! اچھا تو دیکھو! ابھی اس کا تذکرہ کسی سے مت کرنا۔"

"اوہ تو کیا تم.....!" ماتھر اچھل کر بولا۔

"ہاں ہاں میں کل رات کو جھک نہیں مارتا پھرا۔" فریدی نے سگار سلگاتے ہوئے کہا۔

"یعنی.....!"

"ابھی کچھ نہیں بتا سکتا۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔"پارٹی کے ہر آدمی پر پابندی لگا دو کہ وہ بغیر اجازت ہوٹل کی عمارت کے باہر قدم نہ نکالے۔"

"وہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔" ماتھر نے کہا۔"لاش دستیاب ہونے اور مقتولہ کی شناخت ہونے کے بعد ہی سے ان پر یہ پابندی لگا دی گئی ہے۔"

"اچھا تو اب ایک کام کرو۔" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ان سب کو ایک جگہ بلاؤ انہیں کے

ساتھ ان لوگوں کو بھی بلاؤ جن پر دیاوتی کے سلسلے میں شبہ کیا جاچکا ہے۔ یعنی ہمیں.... ہم سے دو چار الٹے سیدھے سوالات کرنے کے بعد نسیم کی پُر اسرار شادی کا تذکرہ چھیڑ دینا۔ بس پھر میں دیکھ لوں گا۔"

فریدی بولتے بولتے یک لخت خاموش ہو گیا اس کے ماتھے پر ابھری ہوئی سلوٹیں اور سلگتی ہوئی آنکھیں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں کہ وہ اس دوران میں کسی خاص نتیجے پر پہنچا ہے۔

"بس اب جاؤ۔" اس نے ماتھر کی طرف مڑ کر کہا۔ "کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان کے سامنے گفتگو کرتے وقت یہ قطعی بھول جانا کہ میں تمہارا دوست ہوں یا تم مجھے جانتے ہو۔"

ماتھر معنی خیز انداز میں سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

"لو بیٹے حمید صاحب! ایک نئی بات۔" فریدی آہستہ سے بولا۔ "نسیم شادی شدہ تھی اور اس کے باوجود بھی اقبال سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ شادی کا سرٹیفکیٹ روپ نگر کے مجسٹریٹ کا تھا۔ شوہر کا نام جاوید افغان تھا۔"

"کیا وہ سرٹیفکیٹ اقبال اور دیاوتی کی شادی سے پہلے کا ہے۔" حمید نے کہا۔

"قطعی۔" ایک ہفتہ قبل کا اور اس نے دیاوتی پر قاتلانہ حملہ ان کی شادی کے بعد کیا تھا۔

"تو پھر....!"

"اس سے تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس حملے کی وجہ رقابت رہی ہو۔"

"پھر....!"

"یہی تو دیکھنا ہے۔"

"لیکن ماتھر کو اس قسم کی ہدایات کیوں دی ہیں۔" حمید نے پوچھا۔

"دیکھتے جاؤ۔" فریدی آہستہ سے بولا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

حمید بھی کچھ سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بولا۔

"بے چاری پروین کا کیا ہوگا؟"

فریدی اُسے پُر خیال انداز میں دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

دفعتاً دروازے پر کسی نے دستک دی۔ یہ ایک پولیس کانسٹیبل جو سپرنٹنڈنٹ ماتھر کے حکم کے مطابق ان دونوں کو بلانے کے لئے آیا تھا۔

"تمہارے انسپکٹر رام سنگھ کہاں ہیں۔"

"بالی کیمپ۔"

"کیمپ ریفر شو میں۔"

"ہاں۔"

"اچھا تو تم چلو۔"

فریدی اور حمید نیچے اتر کر ہال میں جانے کے بجائے باہر چلے گئے۔ فریدی تیز تیز قدموں سے ٹیلی فون بوتھ کی طرف جا رہا تھا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" اس نے حمید سے کہا اور بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

"ہیلو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "اوہ اچھا، رام سنگھ کو فون پر بلاؤ۔ رام سنگھ! میں ماتھر بول رہا ہوں۔ ہوٹل کی مالکہ کو لے کر فوراً آؤ! پیراڈائیز میں۔"

حمید حیرت سے اس کی آواز سن رہا تھا لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔ وہ جانتا تھا کہ فریدی اس وقت کسی قسم کی وضاحت کے موڈ میں نہیں ہے۔

دونوں اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں ڈانسنگ پارٹی کے سارے افراد اکٹھا تھے۔ اقبال اور پروین ضرورت سے زیادہ سست اور لاغر نظر آ رہے تھے۔ ماتھر نے فریدی اور حمید کو گھور کر دیکھا۔

"آپ لوگ کانسٹیبل کے ساتھ ہی کیوں نہیں آئے۔" ماتھر نے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے۔" فریدی قدرے جھک کر بولا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ماتھر اسے احمقوں کی طرح گھور رہا تھا۔

حمید کے پیٹ میں لڈو پھوٹ رہے تھے۔ نہ جانے اس نے کس طرح اپنی ہنسی ضبط کر رکھی تھی۔ ماتھر اس وقت اس دنیا کا احمق ترین آدمی معلوم ہو رہا تھا۔ اتنا تجربہ کار ہونے کے باوجود بھی وہ اجنبیت کی ایکٹنگ نہیں کر سکتا تھا۔ فریدی الگ بور ہو رہا تھا۔ اسے خوف تھا کہ کہیں اس کی ساری اسکیم ہی چوپٹ نہ ہو جائے۔

دفعتاً ایک سب انسپکٹر کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ماتھر کے ہاتھ میں کوئی چیز دیتے ہوئے آہستہ آہستہ کچھ کہنا شروع کیا۔ ماتھر کی پیشانی پر سلوٹیں ابھری آ رہی تھیں۔ پھر اس نے سر کے

اشارے سے سب انسپکٹر کو وہاں سے ہٹا دیا۔ ماتھر کی ہتھیلی پر سونے کا ایک چھوٹا سا پھول تھا جس کے درمیان ایک ہیرا جگمگا رہا تھا۔

"اوہ....!" اقبال بے اختیارانہ اچھل پڑا۔

"کیوں؟ کیا اسے پہچانتے ہو۔" ماتھر نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

"کیوں نہیں.... یہ دیاوتی کے ہار کا معلوم ہوتا ہے۔"

"لیکن جانتے ہو یہ کہاں ملا ہے؟" ماتھر نے پوچھا۔

اقبال اسے احمقوں کی طرح گھورنے لگا۔

"یہ نسیم کی داہنی مٹھی میں جکڑا ہوا تھا اور ابھی پوسٹ مارٹم کے وقت نکالا گیا ہے۔!"

"اوہ.... لیکن.... لیکن۔" اقبال خوفزدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

دفعتاً فریدی کی نظریں ایک آدمی کی طرف اٹھیں، جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے خلا میں گھور رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ اس کے ہاتھوں میں کیونکر پہنچا۔" اقبال آہستہ سے بڑبڑایا۔

"کیا یہ تمہارا خریدا ہوا تھا؟" ماتھر نے پوچھا۔

"نہیں.... میں نہیں جانتا کہ وہ اسے کہاں سے ملا تھا لیکن وہ اکثر اسے پہنا کرتی تھی۔"

"ضروری ہے کہ یہ دیاوتی ہی کا ہو۔"

"میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ لیکن وہ ہار اس کے زیورات میں موجود نہیں ہے۔"

"تو اس کی اطلاع پولیس کو پہلے ہی کیوں نہیں دی گئی۔" ماتھر کڑک کر بولا۔

"ممکن ہے وہ اسی ہار کے لئے قتل کی گئی ہو۔" آپ کے خلاف فی الحال دو چارج ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے پولیس کو اس سے بے خبر رکھا کہ دیاوتی پر اس سے قبل بھی ایک بار قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے۔ دوسرا ہار کی گمشدگی کو چھپانا۔"

ماتھر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر سب آدمیوں کو مخاطب کر کے بولا۔ "کیا آپ میں سے کوئی یہاں نسیم کی موجودگی سے باخبر تھا۔"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن پروین کے ہونٹ مضطربانہ انداز میں ہل رہے تھے۔

"تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟" ماتھر نے اس کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"میں جانتی تھی۔"

"تو پھر اسے اب تک چھپایا کیوں؟"

"میں کیا کر سکتی تھی۔ اس کے متعلق ساری باتیں میں نے سنی تھیں۔ یہاں وہ لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے اسے دیاوتی پر حملہ کرتے دیکھا تھا جب انہوں نے کچھ نہیں بتایا تو۔"

"مگر یہ تمہارا فرض تھا۔" ماتھر کا لہجہ قدرے نرم تھا۔ "لیکن تمہیں اس کی موجودگی کا علم کیونکر ہوا تھا۔ تم پہلے بتا چکی ہو کہ تم اسے پہچانتی نہیں تھی۔"

"وہ مجھ سے ملنا چاہتی تھی۔ وہ جب بھی یہاں آئی اتفاق سے میں نہ ملی۔ اس کے متعلق اسی نے مجھے فون پر بتایا تھا جس دن دیاوتی قتل ہوئی ہے اسی شام کے لئے اس نے مجھے شاردا پارک میں ملنے کی دعوت دی تھی۔"

"لیکن وہ تم سے کیوں ملنا چاہتی تھی۔"

"یہ اس نے نہیں بتایا تھا۔"

"تمہیں اس کی موجودگی کا علم تھا۔" ماتھر نے اقبال سے پوچھا۔

"پروین ہی نے مجھے دیاوتی کے قتل کے بعد بتایا تھا۔" اقبال نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"اور اس پر بھی....." ماتھر پھر گرجا لیکن اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ کیونکہ وہ اچانک رام سنگھ کی طرف مخاطب ہو گیا، جو دروازے میں کھڑا کھانس رہا تھا۔

"حضور وہ آگئی ہے۔" رام سنگھ نے کہا۔

"کون! کیا مطلب۔"

"مسز بولڈو۔"

"کیوں؟ کیا میں نے اسے بلایا تھا؟" ماتھر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"حضور نے ابھی فون پر۔"

"میں نے۔" دفعتاً ماتھر کی نظریں فریدی کی طرف اٹھ گئیں، جو اپنے مخصوص انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"بلاؤ.... بلاؤ اسے۔" ماتھر گڑگڑا کر بولا۔

ہوٹل کی مالکہ کمرے میں داخل ہوئی وہ کچھ خائف سی نظر آرہی تھی جیسے ہی اس کی نظریں

پروین اور اقبال پر پڑیں اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

"یہی دونوں تھے۔" اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"کیا....؟" ماتھر بیتابانہ انداز میں بولا۔

"یہی دونوں کل رات کو مقتولہ کی تلاش میں تھے۔"

"تیسرا چارج۔" ماتھر گرج کر بولا۔

اقبال اور پروین کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اقبال آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

"معاملہ صاف ہو گیا۔" ماتھر حاضرین پر فاتحانہ انداز میں نظریں ڈالتا ہوا غرایا۔ "ہیروں کے ہار کے لئے نسیم نے دیاوتی کو قتل کیا اور نسیم کو کوئی قتل کر کے اس سے وہ ہار لے گیا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ کون ہے۔"

اس نے پھر خاموش ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑائیں سب کے منہ فق ہو رہے تھے۔

"میں جانتا ہوں! وہ کون ہے۔" وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ پھر اقبال کی طرف ڈرامائی انداز میں اشارہ کر کے چیخا۔ "وہ تم ہو! اور تم .... لڑکی۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں تم اس سازش میں برابر کی شریک تھیں۔"

پروین کے چہرے پر زردی چھا گئی۔ اس نے بے بسی سے حمید کی طرف دیکھا جو دل ہی دل میں فریدی پر تاؤ کھا رہا تھا۔

"اور....!" ماتھر مکارانہ انداز میں مسکرا کر بولا۔ "مجھے ایک سوال کا جواب چاہئے۔"

لوگ مستفسرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا نسیم شادی شدہ تھی۔" ماتھر نے کڑک کر پوچھا۔

"ہرگز نہیں.... ہرگز نہیں۔" کئی آوازیں آئیں۔

"وہ شادی شدہ تھی۔" ماتھر پھر ڈرامائی انداز میں مسکرایا۔

انتہائی پریشانیوں کے باوجود بھی اقبال اور پروین کی آنکھیں متحیرانہ انداز میں اپنے حلقوں سے ابل پڑیں۔

"وہ جاوید کی بیوی تھی۔" ماتھر کے منہ سے جملہ نکلتے ہی فریدی کی تیز نظریں مجمع پر دوڑتی

چلی گئیں اور پھر دفعتاً وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیوں؟" ماتھر متحیر آمیز لہجے میں بولا۔

"جاوید افغان میں ہی ہوں۔" فریدی بھرائی ہوئی آواز میں رک رک کر بولا۔

پُر اسرار شوہر

اچانک ایک وحشیانہ قہقہہ سنائی دیا۔ اتنا وحشت خیز کہ سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پارٹی پیانسٹ سعید بے تحاشہ ہنس رہا تھا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس کی گردن کرسی کی پشت سے جا لگی۔ اس کی سرخ سرخ آنکھیں حلقوں سے ابھری پڑ رہی تھیں۔ سارے چہرے پر عجیب سی تشنجی کیفیت طاری تھی۔ دفعتاً وہ چیخنے لگا۔ "تم جاوید افغان ہو مکار.... فریبی.... قاتل.... سازشی.... میرا سب کچھ برباد ہو گیا۔ میں ایک ایک کو چن چن کر قتل کروں گا۔ جھوٹے تم جاوید افغان ہو۔ میرے منہ پر یہ جرأت۔"

اور پھر وہ چکرا کر زمین پر آرہا۔

ماتھر کی حالت قابل دید تھی۔ جیسے کسی نے سر بازار اسے چپت رسید کر دی ہو۔ کبھی وہ فریدی کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی بے ہوش پیانسٹ کی طرف۔ پروین اور اقبال تو شاید یہ بھی بھول گئے تھے کہ ان پر قتل کا الزام عاید کیا گیا ہے۔

"ڈاکٹر۔" دفعتاً ماتھر نے رام سنگھ کی طرف مڑ کر کہا۔ پھر اچانک اسے کچھ خیال آیا اور وہ مصنوعی غصے کے ساتھ فریدی کی طرف مڑا۔

"میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"اس کا مطلب تو وہی سمجھائے گا۔" فریدی نے بے ہوش پیانسٹ کی طرف اشارہ کر کے لاپروائی سے کہا اور بیٹھ کر سگار سلگانے لگا۔

"میرے اجازت کے بغیر کوئی کمرے سے نہیں جائے گا۔" ماتھر نے حاضرین کی طرف دیکھ کر کہا۔

دو تین آدمیوں نے سعید کو فرش سے اٹھا کر ایک صوفے پر ڈال دیا۔

حمید کی نظریں پروین پر جمی ہوئی تھیں۔ پروین بھی اس کی طرف دیکھنے لگی اور حمید بے اختیار مسکرا پڑا۔ فریدی کی ساری اسکیم اب آہستہ آہستہ اس کی سمجھ میں آرہی تھی۔ پہلے تو وہ سمجھا تھا کہ شاید اس نے کسی غلط فہمی کی بناء پر پروین کو جکڑنے کی کوشش کی ہے ورنہ اس وقت اس طرح ہوٹل کی مالکہ کو بلانے کی کیا وجہ ہوسکتی تھی۔ مگر اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ فریدی سے کسی غلطی کی توقع رکھنا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی توقع سے کم احمقانہ نہیں ہے۔

کمرے میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ لوگوں کے سانس لینے کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ ایک جمود سا طاری تھا۔ ہر شخص اپنی جگہ پر جم کر رہ گیا تھا صرف تحیر میں ڈوبی ہو آنکھیں ایک دوسرے کی طرف اٹھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آگیا۔ اس نے بتایا کہ سعید کی بیہوشی کسی غیر متوقع اضطراری فعل کا نتیجہ ہے وہ اسے ایک انجکشن دے کر چلا گیا۔ سب کی نظریں سعید کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ حمید نے فریدی کی طرف دیکھا جو اپنے گردو پیش سے بے خبر خیالات میں ڈوبا ہوا سگار کا گنجان دھواں بکھیر رہا تھا لوگ حیران تھے کہ آخر وہ کیا چاہتا ہے۔ وہ کون ہے جو خود کو ان حادثات سے متعلق ظاہر کررہا ہے؟ اور اس کی حرکات کا جو رد عمل سعید پر ہوا ہے کیا معنی رکھتا ہے۔

آہستہ آہستہ وہ ہوش میں آرہا تھا۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھا لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک دیوانگی کے آثار تھے وہ فریدی کو خونی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"ان سب کو ہٹا دیجئے۔" اس نے ماتھر سے کہا۔ "لیکن یہ جھوٹا! اسے یہیں رہنا چاہئے، میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا.... قاتل.... سازشی۔"

حمید حیرت سے کبھی فریدی کی طرف دیکھتا اور کبھی سعید کی طرف! فریدی کی حالت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ کچھ سن ہی نہ رہا ہو۔

ماتھر نے حمید اور فریدی کے علاوہ سب کو کمرے سے ہٹا دیا۔

"تم جاوید افغان ہو۔" سعید فریدی کی طرف مکا تان کر بولا۔

فریدی مسکرا پڑا اور سعید کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈنے لگا۔

"تمہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ تم جاوید افغان ہو۔"

"میں ثابت کر دوں گا۔" فریدی نے لاپروائی سے کہا۔

سعید پھر اسی خوفناک انداز میں ہنسا۔

"تم جاوید افغان کے سامنے کہہ رہے ہو کہ تم جاوید افغان ہو۔" سعید نے کہا۔

ماتھر بے ساختہ اچھل پڑا۔

"اگر واقعی تم جاوید افغان ہو تو اس کا ثبوت پیش کرو۔" ماتھر کے لہجے میں کپکپاہٹ تھی۔

"ثبوت! اگر آپ اس کا ثبوت چاہتے ہیں تو آپ کو میرے ساتھ کمرے تک چلنا پڑے گا۔"

سعید انہیں اپنے کمرے میں لے گیا۔ وہ ابھی تک فریدی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ رہا میرا پاسپورٹ۔" اس نے اپنا پاسپورٹ سوٹ کیس سے نکال کر ماتھر کے سامنے ڈال دیا۔ اس پاسپورٹ میں سچ مچ سعید ہی کی تصویر لگی ہوئی تھی اور نام "جاوید افغان" درج تھا۔

ماتھر نے گھور کر فریدی کی طرف دیکھا۔

"کیا ایک نام کے دو آدمی نہیں ہو سکتے۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "میرا پورا نام عابد جاوید ہے۔ آباؤ اجداد کا وطن افغانستان تھا یہ اور بات ہے کہ میں نسیم کا شوہر نہ ہوں۔"

"اوہ تم....!" سعید مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "تم کسی نہ کسی طرح ان حادثوں کی سازش سے ضرور تعلق رکھتے ہو۔"

"غیر ضروری باتیں نہیں۔" ماتھر خشک لہجے میں بولا۔ "بیٹھ جاؤ! تمہارے ساتھی تمہارے صحیح نام سے کیوں ناواقف ہیں اور تم نے رات ہی کیوں نہیں بتایا تھا کہ نسیم تمہاری بیوی تھی۔"

"یہ ایک لمبی داستان ہے۔" اس نے مضمحل آواز میں کہا اور اپنا منہ چھپا کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

ماتھر حمید اور فریدی ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔ ماتھر کی پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئی تھیں اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ دفعتاً خود ہی سعید نے سر اٹھا کر کہا۔

"نسیم میری بیوی تھی۔"

"اور اس کے باوجود بھی وہ اقبال سے شادی کرنا چاہتی تھی۔" ماتھر نے پوچھا۔

"ہاں....!"

"اور اسی لئے تم نے جھلا کر اسے قتل کر دیا۔" فریدی بولا۔

"یہ غلط ہے قطعی غلط ہے۔" سعید آہستہ سے بڑبڑایا۔ "میں اسے کس طرح قتل کر سکتا ہوں جب کہ میں اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔"

"لیکن تم نے یہ بات رات ہی کیوں نہیں بتائی۔" ماتھر نے کہا۔

"میرا دماغ خراب ہو گیا تھا۔ میں اپنے ہوش میں نہیں تھا۔ مجھے تو اسی پر تعجب ہے کہ اس کے مر جانے کے بعد میں کس طرح زندہ ہوں۔ آپ دوسری شادی کے لئے کہتے ہیں اگر وہ ایک بار شارع عام پر ننگی ہو کر بھی ناچتی تب بھی میں اسے پوجتا رہتا۔"

"لیکن دیاوتی کے ہار کا پھول۔"

"وہ ہار دیاوتی کا نہیں تھا۔" سعید ماتھر کی بات کاٹتا ہوا بے اختیار بولا۔

"دیاوتی کا نہیں تھا۔"

"ہاں وہ نسیم ہی کا تھا۔ میں نے ہی خرید کر اسے دیا۔ شادی کا تحفہ۔" سعید کی آواز پھر بھرا گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک آئے۔

"تم نے خریدا تھا۔" ماتھر کے لہجے میں حیرت تھی۔ "کیا قیمت تھی۔"

"بیس ہزار روپے۔"

"بیس ہزار روپے کا تم نے خریدا تھا؟" ماتھر نے طنزیہ لہجے میں دہرایا۔

"خیر یہ بات بھی ثابت کئے دیتا ہوں۔" سعید اٹھتا ہوا بولا۔ اس نے اپنا سوٹ کیس کھولا اور چند ثانئے کے بعد ماتھر کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا دیتے ہوئے کہا۔ "یہ رہی رسید روپ نگر کے سب سے بڑے جوہری کے یہاں سے خریدا گیا تھا کیا اس پر وہی تاریخ ہے جس میں ہماری شادی ہوئی تھی...." ماتھر فریدی اور حمید اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

"لیکن تمہارے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی؟ یہاں تمہیں کتنی تنخواہ ملتی ہے۔" ماتھر نے پوچھا۔

"تنخواہ.... یہاں کی تنخواہ شاید میری سگرٹوں تک کا بار نہ سنبھال سکے۔"

"پھر....!"

"ریلوے کے اسٹیشنوں کی افغان ریفرشمنٹ سروس سے واقف ہیں۔"

"ہاں.... ہاں....!" ماتھر چونک کر بولا۔

"وہ افغان میں ہی ہوں۔"

"تم....!" ماتھر اچھل کر بولا۔ "اور یہاں.... اس حال میں.... مجھے یقین نہیں.... مجھے اس جاوید افغان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن وہ بہت بڑا آدمی ہے۔"

"وہ چھوٹا آدمی میں ہی ہوں۔ میرے لئے اب عزت اور دولت میں کوئی فرق نہیں رہ گیا۔ نسیم کے بعد میں زندگی میں کوئی کشش نہیں محسوس کرتا۔"

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

"بہر حال۔" ماتھر اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔ "آپ کی پوزیشن بہت خراب ہو گئی ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں۔" سعید نے کہا۔ "اسی الجھاوے نے میری زبان بند کر رکھی ہے۔ لیکن اب مجھے سب کچھ بتانا ہی پڑے گا۔"

"ٹھہریئے۔" ماتھر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تحریری بیان چاہتا ہوں۔"

اس نے دروازے میں جاکر ہیڈ محرر کو آواز دی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد سعید اپنا بیان قلم بند کرا رہا تھا۔

"آج سے تین سال پہلے کی بات ہے۔" وہ گلا صاف کر کے بولا۔ "نسیم میری بھتیجیوں کو پیانو سکھانے کے لئے آیا کرتی تھی۔ اس وقت اس کا تعلق پارٹی سے نہیں تھا۔ میں اس میں دلچسپی لینے لگا۔ وہ ایک سنجیدہ لڑکی تھی اس لئے اس سے گفتگو کے مواقع کم نصیب ہوتے تھے۔ لہٰذا میں نے بھی اس سے پیانو سیکھنا شروع کر دیا۔ اس طرح کم از کم میری اس خواہش کی تسکین ہو جاتی تھی کہ میں اس سے کچھ دیر گفتگو کر سکوں۔"

"ٹھہریئے۔" ماتھر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "آپ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کہاں رہتی تھی اس کے والدین کون تھے؟ کہاں تھے۔"

"یہ خود مجھے بھی معلوم نہیں۔ اس نے کبھی نہیں بتایا البتہ میرا مستقل قیام دلاور نگر میں رہتا تھا۔ وہیں اس نے ہمارا ٹیوشن شروع کیا تھا۔ ہاں تو وہ ہمیشہ واجبی ہی گفتگو کیا کرتی تھی اس کا رکھ رکھاؤ کچھ اس قسم کا تھا کہ میں اظہار عشق کی جرأت کبھی نہ کر سکا۔ ایک سال تک ہمارا ٹیوشن کرتی

رہی اور آپ کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ ہماری گفتگو کبھی رسمیات سے آگے نہ بڑھی۔"

سعید بولتے بولتے خیالات کی رو میں نہ جانے کہاں بھٹک رہا تھا۔ دفعتاً ماتھر نے اسے ٹوکا۔

"آپ پارٹی میں کس طرح آئے۔"

"یہی بتانے جا رہا ہوں۔ وہیں سے میری اس کی بدبختی کا دور شروع ہوتا ہے۔ انہیں دنوں دلاور نگر میں اقبال کی ڈانسنگ پارٹی اپنے کمالات کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ ایک دن ہمیں نسیم نے اطلاع دی کہ اب وہ ہمیں سبق نہ دے سکے گی کیونکہ وہ اقبال کی ڈانسنگ پارٹی میں شامل ہو گئی ہے۔ مجھے اس خبر سے بڑا دکھ پہنچا اور میں نے تہیہ کر لیا کہ اس پر اپنی محبت ظاہر کر کے روکنے کی کوشش کروں گا۔ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ شادی کی درخواست کی جو نہایت سرد مہری اور بے تکلفی سے ٹھکرا دی گئی۔ اس پر اپنے فن کے مظاہرے کا بھوت سوار تھا وہ چلی گئی اور میں قریب قریب دیوانہ ہو گیا۔ میں نے لاکھ چاہا کہ اس کا خیال دل سے نکال دوں مگر ناکام رہا۔ آخر میں نے دیوانہ وار ڈانسنگ پارٹی کے پیچھے دوڑنا شروع کر دیا۔ آج میں اس شہر میں کل اس شہر میں۔ نسیم نے اکثر مجھے اس سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اتفاق سے پارٹی کے پیانسٹ کا اقبال سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور اس نے اقبال کی ملازمت ترک کر دی۔ میرے لئے میدان صاف تھا۔ میں نے ٹرائیل دے کر پیانسٹ کی جگہ حاصل کر لی۔ اس زمانے میں دیاوتی اور نسیم کے علاوہ کئی لڑکیاں اور بھی تھیں.... خیر.... کچھ دنوں بعد میں نے محسوس کر لیا کہ نسیم اقبال کو بے طرح چاہنے لگی ہے۔ میرا کلیجہ خون ہو گیا مگر میں.....خاموش رہا لیکن ایک بات آج تک میری سمجھ میں نہ آئی کہ نسیم نے کسی کو میری اصلیت سے آگاہ کیوں نہیں کیا تھا۔ بڑی عجیب و غریب عورت تھی۔ میں اسے آج تک نہ سمجھ سکا.... میں۔"

وہ پھر بہکنے لگا لیکن ماتھر کے ٹوکنے پر سنبھل گیا۔

"قصہ کوتاہ! وہ چاہتی تھی کہ اقبال اس کے ساتھ شادی کر لے۔ مگر اقبال ایک کھلنڈرا آدمی تھا۔ اسے شادی کی پابندیاں پسند نہیں تھیں اس لئے وہ اسے ٹالتا رہا۔ ایک شام.... میں.... نسیم، اقبال اور دیاوتی ایک جگہ بیٹھے اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔ دفعتاً دیاوتی اقبال پر برس پڑی۔ اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ اقبال کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔ اگر اقبال نے اس کے ساتھ شادی نہ کر لی تو وہ قانونی چارہ جوئی کرے گی.... اقبال گھبرا گیا۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے

کہ وہ اپنی بدنامی سی بہت ڈرتا ہے۔ حالانکہ اخلاقی اعتبار سے اُسے کبھی شریف نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس نے گھبراہٹ میں نسیم کے سامنے ہی شادی کا وعدہ کرلیا۔ میں نسیم کی حالت دیکھ رہا تھا۔ اس کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ وہاں سے ہٹنے کے بعد اس نے اچانک مجھ سے درخواست کی کہ میں اس سے شادی کرلوں۔ وہ شدید غصے میں معلوم ہورہی تھی۔ میری تو مراد بر آئی۔ میں نے نکاح کی تجویز پیش کی جسے اس نے رد کردیا اس کے خیال کے مطابق آرٹسٹوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ دوسرے ہی دن ہم نے روپ نگر جاکر سول میرج کرلی۔ وہیں میں نے اس کے لئے وہ ہار خریدا۔ شب عروسی منانے کے لئے ہم ایک ہوٹل میں ٹھہر گئے۔ لیکن جب میں رات کو اس کے پاس پہنچا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ جس وقت اس نے میرے ساتھ شادی کی تھی وہ غصے سے پاگل ہورہی تھی۔ وہ اب بھی اقبال کو چاہتی ہے اور اسے توقع ہے کہ ایک نہ ایک دن اقبال اس کے ساتھ ضرور شادی کرلے گا۔ اس نے مجھ سے رو رو کر التجا کی کہ میں اسے ہاتھ نہ لگاؤں۔ میری حالت کچھ عجیب سی ہورہی تھی۔ میں انتہائی غصے کے عالم میں باہر نکل آیا اور رات ایک ویران پارک میں جاکر گزاری۔ دوسرے دن ہم پھر واپس آگئے جہاں پارٹی مقیم تھی۔"

"کہاں؟" ماتھر نے پوچھا۔

رنجیت نگر۔"

"پھر کیا ہوا۔" ماتھر نے بے چینی سے پوچھا۔

"ہم دونوں اجنبیوں کی طرح زندگی گذارنے لگے۔ اس دوران میں اقبال اور دیاوتی کی شادی ہوگئی۔ نسیم کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جارہی تھی۔ ہم نے اپنی شادی کا حال کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ نسیم نے مجھ سے استدعا کی تھی کہ میں اس شادی ہی کو بھول جاؤں اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کروں۔ اسے سو فیصدی یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن اقبال اس کا ہوجائے گا۔ پھر ایک ایسا واقعہ ہوگیا جس نے نسیم کی زندگی اور زیادہ تلخ کردی! دیاوتی جانتی تھی کہ نسیم اقبال سے محبت کرتی ہے اور اب تک اس سے شادی کی آس لگائے ہے۔ اتفاق سے ایک دن اس کی نظر ہماری شادی کے سرٹیفکیٹ پر پڑگئی اور اس نے وہ ہار بھی دیکھا۔ نسیم اس کی خوشامدیں کرنے لگی کہ وہ اس کا حال کسی کو نہ بتائے۔ آخر دیاوتی نے اسے بلیک میل کیا۔ معاملہ اس پر طے ہوا کہ اگر نسیم وہ ہار دیاوتی کو

دے دے تو اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے گی۔ نسیم نے ایسا ہی کیا۔ دراصل صدمات نے اس کی عقل خبط کر لی تھی۔ اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ اقبال کی بیوی سے اقبال کا سودا کر رہی ہے۔ میرا دل اس کے لئے رو رہا تھا۔ مجھے اس سے نفرت نہیں ہوئی۔ اب مجھے اس سے گہری ہمدردی ہو گئی تھی۔ ایک دن اس نے مجھے ہار کے متعلق بتایا اور کہنے لگی کہ اسے سخت شرمندگی ہے لیکن وہ اسے کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے مجھے واپس کر دے گی۔ میں اس سے لاکھ کہتا رہا کہ میں اسے وہ ہار دے چکا ہوں۔ اب واپس نہیں لے سکتا لیکن وہ نہ مانی اور دیاوتی سے اس کا تقاضا کیا۔ دیاوتی نے اب اسے دوسری پٹی پڑھائی۔ اس نے اس سے کہا کہ وہ ولادت کے بعد ہی اقبال سے طلاق لے لے گی۔ اس طرح وہ بدنامی سے بھی بچے گی اور اقبال جیسے نامعقول آدمی سے پیچھا بھی چھوٹ جائے گا۔ نسیم پھر چپ رہی۔ اسے دیاوتی کی باتوں پر یقین آ گیا۔ دو تین دن تک وہ خوش نظر آتی رہی لیکن ایک شام پھر اس کا دماغ خراب ہو گیا اور وہ جھلاہٹ میں دیاوتی پر حملہ کر بیٹھی۔ میں اسے دماغ کی خرابی سمجھا تھا لیکن جب میں اسے لے کر باہر آیا تو میں نے محسوس کیا کہ وہ نشے میں ہے۔ نہ معلوم کس چیز کا نشہ تھا۔ شراب کا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اچھی سے اچھی شراب بھی تھوڑی بہت بو رکھتی ہے اور پینے والے کا منہ کھلتے ہی بہت زیادہ قریب کے لوگ اس کی بو محسوس کر لیتے ہیں۔ وہ کبھی شراب نہیں پیتی تھی میں نے اسے کبھی سگریٹ پیتے بھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر میں اسے روپ نگر پہنچا کر واپس چلا آیا۔ کچھ دنوں بعد ہماری پارٹی رام گڈھ چلی آئی۔ نسیم کی جگہ پروین کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔ یہاں آ کر مجھے معلوم ہوا کہ نسیم بھی ہمارا تعاقب کرتی ہوئی یہاں آئی ہے۔ اسے بس ایک دھن لگی ہوئی تھی کہ وہ کسی طرح ہیروں کا ہار دیاوتی سے حاصل کر کے میرے حوالے کر دے۔ وہ بالی کیمپ کے ہوٹل میں ٹھہری ہوئی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ وہ پروین سے کیوں ملنا چاہتی تھی۔ وہ اس کے ذریعہ دیاوتی سے وہ ہار واپس لینا چاہتی تھی۔

"تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نسیم نے اسی ہار کے لئے دیاوتی کو قتل کیا۔" ماتھر نے کہا۔

"خدا بہتر جانتا ہے.... اس کے ہاتھ میں ہار کا ایک پھول کیسے ملا اور پھر اسے کس نے قتل کر دیا۔" سعید آہستہ سے بڑبڑایا۔

"ممکن ہے کوئی اور بھی اس ہار کی تاک میں رہا ہو۔ وہ جانتا ہو کہ نسیم دیاوتی کو قتل کر کے وہ ہار اس سے لے گئی ہے اور پھر اس نے اسی کے لئے اسے قتل کر دیا ہو!" ماتھر نے کہا۔

ماتھر بہت زیادہ پریشان نظر آرہا تھا۔ فریدی بھی محسوس کر رہا تھا کہ ماتھر ان سب سے پیچھا چھڑا کر اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ پروین اور اقبال کے بھی بیانات قلمبند کرنے کے بعد ماتھر، فریدی اور حمید کو توالی کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن ماتھر کا رویہ ان دونوں کے ساتھ کچھ ایسا تھا جیسے وہ انہیں حوالات میں بند کرنے کے لئے لے جا رہا ہو۔

"اب کیا کیا جائے۔" ماتھر نے فریدی سے پوچھا۔

"ان میں سے کسی کو فی الحال گرفتار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ قاتل اسی پارٹی کا کوئی آدمی ہے۔"

"لیکن تم یکایک جاوید افغان کیوں بن گئے تھے۔ بھئی اس وقت تو تم نے کمال ہی کر دیا۔"

"اس سے بہتر اور کوئی طریقہ ہی نہیں تھا۔ اگر میں یہ نہ کرتا تو جاوید افغان کا پتہ چلنا دشوار تھا۔"

"کیوں؟"

"اگر تھوڑی دیر اور گذرتی تو سعید کا دماغ خراب ہو جاتا۔ وہ ایک نفسیاتی لمحہ تھا۔ میں اس کے چہرے پر ایسے آثار دیکھ رہا تھا جو شدید قسم کی ذہنی کش مکش کی پیداوار ہو سکتے تھے۔ اگر وہ تھوڑی دیر اور نہ بولتا تو اس کا پاگل ہو جانا یقینی تھا۔ وہ کئی دن سے گھٹتا رہا تھا میرے اس اچانک جھوٹ پر اس سے جو فعل، سرزد ہوا وہ قطعی اضطراری تھا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ اس پر ہسٹریائی قسم کا دورہ پڑا تھا۔"

"یار فریدی تم سچ مچ....!"

"اب تمہارا کام یہ ہے۔" فریدی اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "کہ تم روپ نگر کے جوہری سے ہار کی خریداری کی تصدیق کرو۔ سعید کے پاسپورٹ کے ذریعے اس کا ثبوت فراہم کرو کہ وہ سچ مچ جاوید افغان ہی ہے اور وہ پاسپورٹ نقلی تو نہیں حالانکہ مجھے اس کے بیان میں کسی شبے کی گنجائش نظر نہیں آتی پھر بھی ضابطے کی کاروائی ضروری ہے۔"

"اور اگر ان دونوں کے قتل میں اسی کا ہاتھ ہوا تو۔" ماتھر نے کہا۔

"یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔" فریدی نے کہا۔ "میں ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں سوچ رہا ہوں۔ میں اس فکر میں ہوں کہ نسیم نے کون سا نشہ استعمال کیا تھا۔"

"بھئی کمال کر دیا۔" ماتھر قہقہہ لگا کر بولا۔

"نہیں میری جان یہ بہت ضروری ہے۔" فریدی نے کہا اور سگار سلگانے لگا۔

"لیکن حملے کے بعد بھی دیاوتی نے کسی کو نسیم کے راز سے آگاہ نہیں کیا؟" حمید سوالیہ انداز میں بولا۔

"ایسا کرنے سے وہ ہار اس کے ہاتھ سے نکل جاتا۔" فریدی نے کہا۔ "کیا اقبال کا بیان تمہیں یاد نہیں کہ اسے دیاوتی نے پولیس کو اس کی اطلاع دینے سے روک دیا تھا۔ وہ اس بیش قیمت ہار کو کسی طرح نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی.... پھر فریدی بولا۔

"ماتھر تم سے ایک زبردست غلطی ہوئی۔"

"کیا....؟"

"ہار کے متعلق معلوم ہوتے ہی تمہیں پارٹی کے سارے افراد کے سامان کی تلاشی لینی چاہئے تھی۔"

"یار کہتے تو ٹھیک ہو.... اب سہی۔"

"اب اس کا ہاتھ لگنا مشکل ہے۔" فریدی نے کہا۔ "خیر ایک کام کرو۔ سعید کے بیان پر تمہیں یقین ہو یا نہ ہو لیکن تم اس کا بیان اخبارات کو دے دو اور ساتھ ہی اس شبہے کا بھی اظہار ہونا چاہئے کہ ان دونوں کا قاتل جاوید افغان ہی ہے۔"

"اس سے کیا ہوگا۔"

"بھئی یہ میرا بہت پرانا اصول ہے کہ میں اصل مجرم کو مطمئن کرنے کے بعد پکڑتا ہوں۔"

"تو کیا یہ حقیقت ہے کہ تم جاوید افغان کو مجرم نہیں سمجھتے۔" ماتھر نے پوچھا۔

"قطعی نہیں۔"

"وجہ۔"

"اگر وہ ان کا قاتل ہوتا تو اس پر ہسٹریا کا دورہ کبھی نہ پڑتا۔ اسے صرف خود کو بچانے کی فکر ہوتی دورے عموماً ذہنی کشمکش کی حالت میں آیا کرتے ہیں۔ قاتل ہر حال میں محتاط ہوتا ہے ایسے موقع پر اس کے ذہن میں ایک سے زیادہ خیالات نہیں ہوتے صرف ایک خیال.... کہ کسی طرح

خود کو بچالے اور اگر بفرض محال اس کا دماغ الٹا بھی ہے تو وہ ایسی صورت میں ہمیشہ اقرار جرم کرتا ہے۔ باتیں نہیں بتاتا۔"

قاتل کون

دوسرے دن رام گڈھ کے سارے اخبارات میں جاوید افغان کی کہانی چھپ گئی اور پیراڈائیز ہوٹل میں خاص طور پر سنسنی پھیل گئی تھی۔ اخبارات کے رپورٹر مزید اطلاعات کے لئے پارٹی کے افراد کو ٹٹولتے پھر رہے تھے۔ جاوید افغان یا سعید اپنے کمرے میں بند ہو گیا اگر پولیس نے اس پر پابندی عائد نہ کی ہوتی تو شاید اس نے کبھی کا ہوٹل چھوڑ دیا ہوتا۔ اقبال اور شدت سے شراب پینے لگا تھا۔ پروین بہت زیادہ خائف نظر آ رہی تھی۔ پھر اسی دن جاوید افغان گرفتار کر لیا گیا۔ یہ بھی فریدی ہی کے اشارے پر ہوا لیکن وہ کسی بات کی کوئی وجہ نہیں بتا رہا تھا۔ حمید نے بہت کچھ پوچھنے کی کوشش کی لیکن اس نے کچھ نہ بتایا۔ حمید کے پیٹ میں چوہے کود رہے تھے۔ آخر اسے ایک تدبیر سوجھی۔ کیوں نہ فریدی کو غصہ دلایا جائے اس طرح وہ سب کچھ اگل دے گا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد فریدی آنکھیں بند کئے آرام کرسی پر پڑا تھا۔ حمید جانتا تھا کہ وہ سو نہیں رہا ہے۔

"کل تو آپ نے کمال ہی کر دیا۔" وہ مسکرا کر بولا اور فریدی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"بھلا کیا تک تھی۔" حمید پھر بولا۔ "آپ کی اس حرکت نے پچھلے کارناموں پر پانی پھیر دیا۔ کسی گھٹیا فلم کے لچر سے کردار کی طرح اٹھ کر فرماتے ہیں کہ میں ہوں جاوید افغان لاحول ولا قوۃ کل سے آپ کی صورت دیکھنے کو دل نہیں چاہتا۔"

"بکومت۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"نہیں مذاق نہیں! طبیعت بدمزہ ہو گئی۔ ایشیا کا مشہور معروف سراغ رساں ایسی بچکانہ حرکت کرتا پھرے۔"

"ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے برخوردار۔ بعض کیس ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں دماغ پر

زور دینے کو دل نہیں چاہتا۔ ابھی آخری حرکت باقی ہے۔ اسے دیکھ کر تو تم اپنا سر ہی پیٹ لو گے۔"

"اگر فرض کیجئے۔" حمید نے کہا۔ "ان میں جاوید افغان نہ ہوتا تو.... آپ کا وہ اندھیرے میں پھینکا ہوا تیر کس کے کلیجے کے پار ہوتا.... میرے یا آپ کے۔"

"اندھیرے میں پھینکا ہوا تیر! تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مجھے شروع ہی سے اس پر شبہ تھا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں نے تمہاری اور پروین کی گفتگو سننے کے بعد تم سے کیا کہا تھا۔ یہی نا کہ تم نے اس سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ دیاوتی پر حملے کے بعد سعید ہی کیوں نسیم کو اس کی ماں کے پاس پہنچانے گیا تھا۔ اس کے بعد سے میں سعید اور نسیم کے تعلقات کے متعلق چھان بین کرتا رہا تھا۔ پھر جب شادی کے سرٹیفکیٹ والی بات معلوم ہوئی تو میرا شبہہ یقین کی حد تک پہنچ گیا۔ اب تم یہ کہو گے کہ آخر خود جاوید افغان بننے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا جواب میں کل ہی دے چکا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تھوڑی سی دیر اور ہو جاتی تو وہ یقیناً پاگل ہو جاتا اور اسی کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہے کہ اگر اچانک اس سے یہ کہہ دیا جاتا کہ جاوید افغان تم ہی ہو تو شاید اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا۔ میرا وہ رویہ قطعی نفسیاتی تھا"

"مگر پارٹی کے سارے افراد ہم لوگوں کی طرف سے مشکوک ہو گئے ہیں۔" حمید بولا۔

"ہاں یہ تو ہے۔" فریدی نے کہا۔

"اچھا! پھر اب آپ نے اسے بند کیوں کرا دیا ہے۔"

"محض اسی شبہے کو رفع کرانے کے لئے کم از کم مجرم تو مطمئن ہو جائے گا۔"

"لیکن یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہیں اسی پارٹی میں موجود ہے۔"

"تمہیں شاید یہ نہیں معلوم کہ میں محض سوچتا ہی نہیں رہا ہوں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میں نے کچھ کام بھی کیا ہے۔"

"یعنی....!"

"دیاوتی کے قتل کے بعد میں نے یہاں کی ٹیلی فون گرل پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔"

"بڑا اچھا کام کیا ہے۔ لیکن توبہ ٹوٹی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے۔" حمید ہنس کے بولا۔

"تم نہیں سمجھے۔"

"کیا نہیں سمجھا۔"

"میں نے اسے کچھ روپیہ دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ ہوٹل میں قیام کرنے والوں کی ٹیلیفون کالز کے متعلق باقاعدہ چارٹ تیار کرتی جایا کرے۔"

"یعنی اس سے فائدہ۔"

"عجیب احمق آدمی ہو۔ ارے بھئی اس چارٹ سے مجھے معلوم ہوا کہ نسیم جس رات کو قتل ہوئی تھی اس دوپہر کو کسی عورت نے سعید کو ٹیلی فون پر کال کیا تھا۔ وہ پارٹی کے کسی آدمی کی پہلی کال تھی اس لئے میں نے اسے خاصی اہمیت دی اور وہ میرے ذہن میں محفوظ رہ گئی۔"

"تو پھر....!" "ٹوکو نہیں سنتے جاؤ۔ اسی رات کو جب مجھے پروین کی زبانی نسیم کے وجود اور اس سے متعلق واقعات کا علم ہوا تو میرا ذہن فوراً اس ٹیلی فون کال کی طرف منتقل ہو گیا۔ ممکن ہے وہ نسیم ہی رہی ہو! اس وقت تک ہمیں ہار کے متعلق کوئی علم نہیں تھا۔ میں نسیم کے پچھلے حملے اور دیاوتی کے قتل کے درمیان کی کڑیاں تلاش کرنے لگا۔ پھر دوسرے دن اس ہار کا معاملہ بھی سامنے آ گیا۔ میں نے کل شام کو ماتھر کو اس ٹیلی فون کا قصہ بتایا۔ اس نے سعید سے پوچھا لیکن اس نے اس سے قطعی لاعلمی ظاہر کی۔ اس نے بتایا کہ اس نے کسی عورت سے بات نہیں کی۔ رام گڈھ میں نسیم کے علاوہ کوئی اور عورت اسے جانتی ہی نہیں تھی۔ اگر اس نے نسیم سے اس دن فون پر بات کی ہوتی تو میں اسے چھپاتا کیوں؟ دوسرے واقعات کے ساتھ اس کا بھی اظہار کر دیتا۔"

فریدی خاموش ہو گیا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"لیکن ٹیلی فون گرل کا بیان ہے کہ کال ریسیو کی گئی تھی۔ کسی نے اس عورت سے گفتگو کی تھی۔ سعید یا کسی اور نے کیونکہ اس نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا تھا اور نہ وہ سعید کو اچھی طرح پہچانتی ہی تھی۔ جانتے ہو! اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے آدمی نے فون پر گفتگو کی کسی نقلی سعید نے جو یہیں ہوٹل میں موجود ہے اور سعید سے واقف ہے اور اس عورت کو بھی جانتا ہے ورنہ اگر اس نے غلطی سے فون ریسیو کیا تھا تو اس نے ٹیلی فون گرل کو یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہ اس کی کال نہیں ہے یا پھر اسے سعید کو اس کی اطلاع دینی چاہئے تھی۔

اس نے سعید بن کر اس عورت سے کوئی بات کی اور اسے اپنے تک محدود رکھا۔ وہ کیا بات ہو سکتی تھی جس کا تعلق سعید کی ذات سے تھا لیکن کوئی دوسرا آدمی بھی اس میں دلچسپی لے رہا تھا۔ ٹیلی فون گرل نے یہ بھی بتایا کہ اس کا خیال ہے کہ وہ گفتگو اسی رات کو کہیں ملنے ملانے کے وعدے پر ختم ہو گئی تھی۔

حمید خاموشی سے فریدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ فریدی بجھا ہوا سگار سلگانے کے لئے رکا۔

"اب دیاوتی کے قتل کی طرف لوٹ آؤ۔" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ نسیم نے ایک بار قاتلانہ حملہ کیا تھا لہٰذا تھوڑی دیر کے لئے مان لو کہ اس بار بھی وہ اسی کے حملے کا شکار ہوئی لیکن اب سوال نیت کا پیدا ہوتا ہے۔ تم سعید کی زبانی یہ بھی سن چکے ہو کہ وہ دیاوتی سے ہار حاصل کر کے اسے واپس کر دینے کے لئے کس قدر بے تاب تھی اس کا ضمیر جاگ اٹھا تھا۔ ممکن ہے اس نے کوئی اور صورت نہ دیکھ کر دیاوتی کو قتل ہی کر دیا ہو لیکن وہ اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھتی رہی ہو گی کہ اس پر شبہ ضرور کیا جائے گا کیونکہ ایک بار وہ اس پر حملہ کر چکی ہے لہٰذا قتل کا یہ مقصد نہیں ہو سکتا کہ وہ اس طرح دیاوتی کی جگہ خود لینا چاہتی تھی اس نے اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اسے قتل کیا اور شاید سعید کو ہار واپس کر دینے کے بعد وہ اعتراف جرم بھی کر لیتی.... خیر.... اس نے سعید کو اس دوپہر فون کیا۔ شاید ہار واپس کر دینے کے لئے لیکن کسی ایسے شخص نے سن لیا۔ جو پہلے ہی سے اس ہار کی تاک میں تھا۔ اس نے اس سے وہ جگہ بھی معلوم کر لی جہاں ان دونوں کو ملنا تھا اور پھر اس نے اس سے وہ ہار حاصل کر کے اسے قتل کر دیا۔"

فریدی پھر خاموش ہو گیا۔

"لیکن وہ دوسرا آدمی کون ہو سکتا تھا۔"

"ٹھہرو! اتنی جلدی کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش فضول ہے، ویسے ایک معمولی سی بات ہر ایک کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ یا تو وہ آدمی سعید کا ہم نام ہے یا پھر اس کا نام بھی سعید کے نام سے ملتا جلتا ہو سکتا ہے۔ جبھی وہ شخص غلطی سے سعید کے بجائے اسے بلا لایا۔"

"کیا ٹیلی فون گرل کو یہ یاد نہیں کہ اس نے سعید کو بلانے کے لئے کسے بھیجا تھا۔" حمید نے پوچھا۔

"یہی تو دشواری آپڑی ہے۔" فریدی نے کہا۔ "اسے قطعی یاد نہیں۔ ماتھر نے منیجر کے

ذریعے سارے ویٹروں کو اکٹھا کر کے یہ سوال اٹھایا ہے مگر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سب نے لاعلمی ظاہر کی۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ایسے معاملات میں تھوڑی رشوت دے کر منہ بند کیا جاسکتا ہے۔"

"بہرحال اس کا پتہ چلنا دشوار ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"بس ایک اندھا داؤ جس سے تمہیں طوفان میل اور ہنٹر والی سے لے کر آج تک ساری بلند پایہ فلمیں یکلخت یاد آجائیں گی۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"یعنی۔"

"فی الحال وضاحت دشوار ہے۔"

"آخر کچھ تو۔"

"نسیم اور دیاوتی کے جھگڑے کے متعلق سب سے پہلے پولیس کو کس نے مطلع کیا۔" فریدی نے اچانک پوچھا۔

"وحید نے۔"

"کس نام پر سعید کے نام کا دھوکا ہو سکتا ہے۔"

حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

"تو کیا وحید۔"

"محض شبہ ہے۔"

حمید فریدی کی طرف دیکھنے لگا، جو بے خیالی میں سگار کے کش پر کش لئے جارہا تھا۔ "اور سنو" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ نسیم نے قتل سے تھوڑی دیر پہلے برومائیڈ پی تھی۔ برومائیڈ کی طرف اسی وقت میرا خیال گیا تھا سعید نے یہ بتایا تھا کہ نشہ کی حالت میں نسیم کے منہ سے کسی قسم کی بو نہیں آتی تھی۔"

"لیکن آپ بار بار نشے کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں۔" حمید نے کہا۔ "آخر اس کا ان حادثات سے کیا تعلق؟"

"ابھی پورا تعلق خود میرے ذہن میں بھی واضح نہیں ہے! لیکن کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔"

''آخر آپ کس طرح اس نتیجے پر پہنچے۔''

''دیکھو تمہیں یاد ہو گا۔ سعید نے نسیم کے متعلق بتایا تھا کہ وہ سگریٹ تک نہیں پیتی۔ شراب تو بڑی چیز ہے اور اس روز اس نے پہلی بار نسیم کو نشے کی حالت میں دیکھا تھا اور اس کا خیال یہ بھی ہے کہ دیاوتی پر حملہ کرنے کی سب سے بڑی وجہ غالباً وہ نشہ ہی تھا۔ خیر اسے چھوڑو! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے اچانک بروما ئیڈ کیوں استعمال کرنا شروع کر دیا۔''

''ممکن ہے اس سے پہلے استعمال کر رہی ہو۔'' حمید نے کہا۔

''یہ ناممکن ہے۔ سعید اسے بے طرح چاہتا تھا اور چاہنے والوں سے محبوباؤں کی کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ وہ ہر وقت ان کے متعلق سوچتے رہتے ہیں اور ان کے بارے میں سب کچھ جاننا چاہتے ہیں اور پھر ایسی صورت میں جب کہ ان کا آپس میں ہر وقت کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ یہ چیز کسی طرح نہیں چھپ سکتی تھی۔''

''اوہ.... تو چاہنے والوں کے متعلق یہ آپ کا ذاتی تجربہ ہے۔'' حمید نے مسکرا کر پوچھا۔

''غیر متعلق بات مت چھیڑو۔ میں اس قسم کی باتیں اکثر کتابوں میں پڑھ لیا کرتا ہوں مجھے اتنی فرصت کہاں کہ میں عشق کا تجربہ کروں۔''

''میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ صرف ایک بار۔'' حمید نے ہنس کر کہا۔

''شٹ اپ.... ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اس نے بروما ئیڈ ہی کیوں استعمال کیا۔ شراب بالکل سامنے کی چیز تھی۔ بعض ناکام آدمی نشے میں ڈوبے رہنا چاہتے ہیں، لیکن وہ عموماً شراب ہی استعمال کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بروما ئیڈ جیسا بے حد نشہ کیوں؟ اور پھر یہ کہ اچانک اس کا ذہن بروما ئیڈ تک کیسے پہنچا۔''

''تو آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟'' حمید نے اکتا کر کہا۔

''یہی کہ وہ کون آدمی ہو سکتا ہے جس نے اُسے بروما ئیڈ سے روشناس کرایا۔''

''اونہہ۔'' حمید منہ سکوڑ کر بولا۔ ''آپ کو تو گھما پھرا کر سوچنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ سعید آپ کے سامنے موجود ہے اور آپ ادھر اُدھر بھٹکتے پھر رہے ہیں۔''

''سعید۔'' فریدی مسکرایا۔

''ہاں سعید! میں اس کہانی پر یقین کئے لیتا ہوں۔'' حمید نے کہا۔ ''لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ

بھی کہتا ہوں کہ سعید نرا فرشتہ نہیں ہو سکتا۔ دیاوتی کی زندگی تک وہ یہ سوچتا رہا ہوگا کہ ایک نہ ایک دن نسیم راہ راست پر آجائے گی۔ اسی لئے وہ انسانیت برتتا رہا لیکن جب دیاوتی بھی ختم ہو گئی تو اس کی رقابت جاگ اٹھی۔ اس نے سوچا کہ کہیں اب سچ مچ نسیم اقبال ہی کی نہ ہو جائے۔ اس لئے اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس قسم کے معاملات میں اکثر محبوبائیں عاشقوں کے ہاتھوں قتل ہوتی دیکھی گئی ہیں۔"

"تمہاری یہ دلیل بھی غیر مناسب نہیں ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "مگر شاید ہار کے اس ایک پھول کو بھول رہے ہو جو مقتولہ کی مٹھی میں جکڑا ہوا ملا ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کسی نے وہ ہار اس سے چھیننے کی کوشش کی تھی۔ آخر کار جدوجہد میں ہار ٹوٹ گیا اور ایک پھول مقتولہ کے ہاتھ ہی میں رہ گیا۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ سعید ہی تھا تو کشمکش کی کیا ضرورت تھی۔ وہ نہایت اطمینان سے ہار حاصل کرتا۔ پھر اسے بقول تمہارے قتل کر دیتا۔ حمید نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شاید اب کسی نئی دلیل کے لئے ذہن پر زور دینے لگا تھا۔ دفعتاً وہ پھر فریدی کی طرف مخاطب ہوا جو کرسی سے اٹھ کر کھڑکی کے قریب کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی پشت حمید کی طرف تھی۔ "تو پھر اس طرح اقبال کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" حمید نے کہا۔

"مگر ہم تو برابر ان کی نگرانی کرتے رہے تھے۔" فریدی نے مڑے بغیر جواب دیا۔

"ٹھیک ہے لیکن وہ پون گھنٹے تک ہوٹل سے باہر کیا کرتا رہا تھا اور پھر واپسی پر اس نے نسیم کے قتل کی خبر سنائی تھی۔"

"اور اب تم یہ بھی پوچھو کہ اس نے خود ہی پولیس کو اطلاع کیوں دی تھی؟" فریدی حمید کی طرف مڑ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "یہ بھی سوال کرو کہ اس نے فوراً ہی پروین کو اس قتل کی بات کیوں بتا دی۔ سنو میاں حمید وقتی غصے کے تحت حملہ کرنے والے قاتل اس قسم کی حماقتیں کر سکتے ہیں۔ لیکن سوچی سمجھی ہوئی اسکیم والے قتل کے راز ایسی آسانی سے نہیں ظاہر ہو جاتے۔ فرض کرو اقبال ہی قاتل ہے تو اسے یہ بات دوپہر ہی سے معلوم رہی ہوگی کہ نسیم فلاں جگہ فلاں وقت ہار سمیت موجود ہوگی۔ کیوں.... سعید کی کال اس نے ریسیو کی ہوگی۔ اچھا! اسی دن پروین نے بھی اُسے رام گڈھ میں نسیم کی موجودگی کے متعلق بتایا تھا۔ اب اگر اس کا ارادہ نسیم کے قتل کا ہوتا تو وہ اسے ساتھ لے کر نسیم کو تلاش کرنے کا پروگرام بنانے کی بجائے اُسے کچھ اور سمجھا بجھا

کر ٹال دیتا اور اگر فرض کرو کسی وجہ سے اس نے ایسا کر ڈالا تو پروین کو یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ ابھی ابھی نسیم کی لاش دیکھ کر آ رہا ہے اگر وہ اتنا ہی چالاک تھا کہ پروین کو ساتھ لے کر نسیم کو قتل کرنے گیا تھا.... تو پھر اُسے فون پر پولیس کو اپنا نام بھی بتا دینا چاہئے تھا ورنہ ہوٹل کی مالکہ تو اُسے دیکھ ہی چکی تھی۔ کبھی نہ کبھی اس کی مدد سے ضرور پکڑا جاتا.... اور پھر....!"

"جہنم میں جائے۔" حمید اکتا کر بولا۔ "بس الجھتے جایئے یہاں تو ساری تفریح کرکری ہو کر رہ گئی۔ یہ کم بخت قاتل اور مقتول اس بُری طرح ہم سے چمٹ کر رہ گئے ہیں کہ کہیں نجات ہی نہیں ملتی۔"

"تو تم سے کون کہتا ہے۔" فریدی نے بگڑ کر کہا۔ "جاؤ.... نکلو یہاں سے جھیل کے کنارے کئی لوفر قسم کی لڑکیاں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ تم اس کو تفریح سمجھتے ہو۔"

"تو اس میں بگڑنے کی کیا بات ہے۔ آپ انہیں لوفر کہہ کر خواہ مخواہ میری توہین کر رہے ہیں۔ ہر مرد کی تفریح یہی ہے بشرطیکہ وہ مرد ہو۔"

"اچھا اچھا مرد صاحب! اب تشریف لے جایئے، ورنہ مردود بنا دوں گا۔"

"نہیں جاتا۔"

"گٹ آؤٹ۔" فریدی نے اُسے دروازے کے باہر دھکا دے کر کواڑ بند کر لئے۔

"ارے تو نہانے کا لباس تو لے لینے دیجئے۔" حمید دانت پر دانت جما کر مسکراتا ہوا بولا۔

آخری حملہ

تین دن اور گذر گئے۔ اس دوران میں حمید کے خیال کے مطابق فریدی اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتا رہا تھا۔ نہ جانے کس طرح اس کی جاوید افغان والی حرکت مشہور ہو گئی تھی۔ جب بھی وہ اپنے کمرے سے نکلتا لوگ اُسے گھور گھور کر دیکھنے لگتے اور پھر اس نے لوگوں میں ادھر اُدھر بیٹھ کر اسی واقعے کا رونا رونا شروع کر دیا وہ کہتا کہ پولیس والوں نے مجھے خواہ مخواہ روک رکھا ہے۔ میں کسی طرح اس پابندی سے پیچھا چھڑوانا چاہتا ہوں۔ اگر میں پولیس کی مدد نہ کرتا تو کوئی فرشتے خاں اس بات کا پتہ نہ لگا سکتے کہ جاوید افغان کون ہے۔" اور پھر وہ ذرا دھیمی آواز میں کہتا۔ "میرا دعویٰ

ہے کہ یہی جاوید افغان اس کا قاتل ہے۔ پولیس نہ جانے کس خبط میں مبتلا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ ضمانت پر رہا کر دیا جائے گا۔ ایسے آدمی کی تو کھال اڑا دینی چاہئے۔ کبھی کبھی وہ ہوٹل کے منیجر کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیتا ہے کہ وہ اس قسم کی ڈانسنگ پارٹی سے معاہدہ کر کے قیام کرنے والوں کی زندگی دو بھر کر دیتا ہے اور اگلے سیزن پر یقیناً یہ ہوٹل ویران نظر آئے گا۔ وغیرہ وغیرہ اس دوران میں پارٹی کے کئی آدمیوں سے بھی اس کی گہری دوستی ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی وہ پروین سے گفتگو کرتا ہوا پایا جاتا تھا۔ لیکن حمید کو یہ قطعی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس قسم کی گفتگو ہوتی تھی۔ اکثر پروین حمید سے کہا کرتی تھی کہ اس کا ساتھی بہت دلچسپ آدمی ہے۔ لیکن اس نے یہ کبھی نہیں بتایا کہ اس میں دلچسپی کی کونسی بات ہے۔ حمید نے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی۔ وہ بدستور جھیل میں نہاتا اور اپنے حسن کی نمائش کرتا رہا۔ دن بھر جھیل کے کنارے بھورے اور کالے بالوں کے سائے میں لیٹا یا تو کوئی کتاب پڑھتا رہتا یا لڑکیوں کو ٹافیاں بانٹتا۔ رات ہوتی تو دو تین راؤنڈر مبا یا والز ناچنے کے بعد سو جاتا۔ فریدی نے بھی اس کے مشاغل میں دخل نہیں دیا اور نہ وہ کبھی ان کیسوں کے متعلق کوئی بات کرتا۔ حمید کو اس کی توقع تو ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ فریدی ان سے ہاتھ اٹھالے گا۔ البتہ وہ اس خاموشی اور علیحدگی کو کسی بڑے واقعے کا پیش خیمہ ضرور سمجھتا تھا۔ بارہا ایسے مواقع سے دوچار ہونا پڑا تھا جب فریدی نے نہ صرف دوسروں کو بلکہ خود اسے بھی سوتے سوتے چونکا دیا تھا۔ آج کی شام حد درجہ خوشگوار تھی۔ دن بھر آسمان سفید بادلوں سے ڈھکا رہا تھا اور اس وقت مطلع صاف ہو گیا تھا۔ البتہ افق میں گہرے بھورے بادلوں کی تہیں جمی ہوئی تھیں جن کے درمیان شوخ رنگوں کے لہریئے بڑے حسین لگ رہے تھے۔ جھیل کی ننھی ننھی لہروں میں سدا بہار درختوں اور مالتی کی جھاڑیوں کے عکس مچل رہے تھے۔ اس وقت جھیل کے کنارے خاصہ جماؤ تھا اور وہاں سے ہٹ کر پختہ فرش کے قریب کی میزیں بھی بھری ہوئی تھیں۔

فریدی ڈانسنگ پارٹی کے تین چار آدمیوں کے ساتھ بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ یوں تو پارٹی اٹھائیس افراد پر مشتمل تھی لیکن یہ پارٹی کے اچھے فنکار تھے اور فریدی زیادہ تر انہی کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ ان میں کبھی کبھی پروین اور اقبال بھی شامل ہوتے تھے۔ فریدی ان پر بے تحاشہ پیسہ پھونکتا تھا۔ حمید اس قسم کی نشستوں میں عموماً فن کے متعلق گفتگو سنا کرتا تھا اور پھر اسی دوران میں حمید پر یہ بات بھی آشکار ہو گئی کہ فریدی فن موسیقی کا بھی اگر ماہر نہیں تو ایک اول درجہ کا متعلم ضرور ہے

ایک بار تو یونہی باتوں باتوں میں اس نے وائلن اٹھالیا۔ پہلے تو قوس کو یونہی الٹے سیدھے جھٹکے دیتا رہا جس پر کئی آرٹسٹ طنزیہ انداز میں مسکرائے بھی تھے لیکن پھر جو اچانک ایک دھن چھیڑ کر اُسے گت میں لے آیا تو پارٹی کے وائیلنسٹ وحید کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ ارشاد اور نریندر نے تو اپنے سر دھن پر رکھ دیئے! یہ دونوں کلارٹ بجاتے تھے، ان میں رنجیت بھی تھا، جو طبلہ بجاتا تھا۔ وہ تو اس قدر بے تاب ہوا کہ اس نے دوسرے ہی لمحے میں لپک کر جوڑی اٹھالی اور حمید یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اس وقت نسیم اور دیاوتی نے عالم ارواح میں رقص شروع کر دیا ہوگا۔ بہر حال پارٹی کے جو افراد کچھ دن پیشتر فریدی کو مشتبہ سمجھ کر اس سے نفرت کرتے تھے وہی اس سے اس قدر گھل مل گئے تھے جیسے برسوں پرانی جان پہچان ہو! حمید یہ سب دیکھتا اور کبھی کبھی یہ سوچتا کہ اس بار فریدی کی شکست لازمی ہے۔ وہ خواہ مخواہ تضیع اوقات کر رہا ہے مجرم اقبال یا سعید ہی میں سے کوئی ہو سکتا ہے یا پھر دونوں میں سے۔ اسے یقین تھا کہ اقبال نے دیاوتی کو اس لئے قتل کیا کہ اس سے پیچھا چھوٹ جائے اور سعید نے نسیم کو اس لئے مار ڈالا کہ وہ اس کے خیال کے مطابق دیاوتی کے قتل کے بعد اس سے طلاق کا مطالبہ کرتی۔ کافی ختم کرنے کے بعد وہ سب اٹھے۔ فریدی اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں حمید مل گیا اسے بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔

"ہم بالی کیمپ جا رہے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"ہم لوگ سے مراد میں ہوں یا وہ لوگ بھی۔"

"وہ بھی جا رہے ہیں! میں آج یہ قصہ ختم کر دینا چاہتا ہوں۔"

"کون سا قصہ....!" حمید نے پوچھا۔

فریدی کوئی جواب دینے کی بجائے اپنا سوٹ پہننے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد خود بخود بڑبڑایا۔

"سنا تم نے وہ چاروں برومائیڈ پیتے ہیں۔ میں اس وقت انہیں کیمپ ریفرشو میں برومائیڈ پلاؤں گا۔"

"کیمپ ریفرشو۔" حمید چونک کر بولا۔ "وہی جہاں نسیم ٹھہری ہوئی تھی۔"

"ہاں....!" فریدی اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا۔

"آخر اس سے فائدہ۔"

"تم خود دیکھ لو گے۔" فریدی نے کہا۔ وہ تیار ہو گیا تھا۔ حمید نے بھی جلدی جلدی کپڑے

تبدیل کیۓ اور اپنے پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

"لیکن میں نہیں پیوٴں گا بروما ئیڈ ورومائیڈ۔" حمید نے کہا۔

"اچھا اچھا....!" فریدی چڑ کر بولا۔ "جلدی کیجئے۔"

وہ دونوں باہر آئے۔ چاروں ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ہوٹل کے باہر نکل کر انہوں نے ٹیکسی کی اور بالی کیمپ کی طرف روانہ ہوگئے۔ لیکن حمید نے وہ کار پہچان لی تھی کیونکہ اسی کار پر نسیم کے قتل والی رات کو وہ اقبال اور پروین کا تعاقب کرتے رہے تھے۔ حمید کا دل دھڑکنے لگا اور اسے فریدی پر پھر تاؤ آگیا۔ بالی کیمپ پہنچ کر وہ کیمپ ریفر شو میں داخل ہوئے۔

"یہاں تو کافی بھیڑ ہے۔" وحید نے کہا۔

"تو کیا تم مجھے اتنا بیوقوف سمجھتے ہو۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میں نے اپنا یہ شوق پورا کرنے کے لئے یہاں ایک کمرہ کرائے پر لے رکھا ہے۔"

"کیا شروع ہی سے۔" نریندر نے پوچھا۔

"ہاں بھئی! اس دلاری جان کو اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔" فریدی سنجیدگی سے بولا۔ "اب اسی دن اگر پولیس میرے کمرے کی تلاشی کے وقت اسے پاجاتی تو میں کہاں ہوتا۔"

"سسرال میں۔" وحید نے کہا اور بے ڈھنگے پن سے ہنسنے لگا۔

"ہم تو کئی دنوں سے ترس رہے تھے۔ ہمارے پاس جو اسٹاک تھا اسے ہم نے تلاشی کے خوف سے اسی دن گڑھے میں بہادیا تھا جس دن دیاوتی قتل ہوئی تھی۔" رنجیت نے کہا۔

فریدی نے کمرہ کھولا اور لیمپ روشن کردیا۔ چاروں طرف دھندلی روشنی پھیل گئی۔ ایک بڑی میز کے گرد کئی کرسیاں پڑی تھیں وہ سب بیٹھ گئے۔ فریدی نے الماری کھول کر پانچ چھوٹے چھوٹے گلاس نکالے۔

"پانچ ہی۔" ارشاد حمید کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "کیا یہ نہیں پئیں گے۔"

"مجھے آج کل پیچس ہورہی ہے۔" حمید گڑگڑا کر بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا فریدی بھی برومائیڈ پئے گا۔ چند لمحوں کے بعد وہ برومائیڈ پی رہے تھے۔ نریندر نے نشے میں نسیم کے قتل کا قصہ چھیڑ دیا اور کہنے لگا کہ وہ انہیں کمروں میں سے کسی ایک میں رہتی تھی۔

"چھوڑو یار کیوں مزہ کرکرا کر رہے ہو۔" کئی آوازیں آئیں۔ ان سب کی آنکھیں آہستہ

آہستہ بوجھل اور سرخ ہوتی جارہی تھیں۔ وہ سب بول رہے تھے وحید سب سے زیادہ شور مچارہا تھا وہ بات بات پر اتنے وزنی قہقہے لگاتا جیسے عمدہ قسم کے لطیفے سن رہا ہو۔ دفعتاً پشت کی کھڑکی ایک چڑچڑاہٹ کے ساتھ کھل گئی اور ٹھنڈی ہوا کا ریلا اندر گھس آیا۔ پھر اندھیرے میں باہر ایک سرابھرتا نظر آیا جس کے پس منظر میں تاروں بھرا آسمان تھا۔ سب لوگ حیرت سے ادھر دیکھنے لگے پھر پیلے رنگ کی ہلکی روشنی میں کسی عورت کا چہرہ دکھائی دیا۔ یہ سب کے سب اچھل کر کھڑے ہوگئے۔

''آپ کون ہیں اور کیا چاہتی ہیں؟'' فریدی نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔ حمید کو ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے اس نے کبھی اسے کہیں دیکھا ہو۔

''نسیم۔'' ان میں سے کسی نے خوفزدہ آواز میں کہا اور پھر کرسیاں الٹنے لگیں ایک پر ایک گرنے لگا مگر وحید اسے برابر گھورے جارہا تھا اس کے ہونٹ ہل رہے تھے اور لال لال آنکھیں ابلی پڑرہی تھیں۔

''میں ہزار بار تمہیں قتل کرسکتا ہوں۔'' وہ اس طرح بڑبڑایا جیسے خواب میں بول رہا ہو اور پھر قبل اس کے کہ فریدی سنبھلتا وحید کے ہاتھ میں ایک بڑا سا چاقو کڑکڑاہٹ کے ساتھ کھلتا ہوا نظر آیا۔ دوسرے لمحے میں وہ کھڑکی پھلانگ چکا تھا۔

باہر ایک نسوانی چیخ سنائی دی اور ساتھ ہی کئی آدمیوں کے دوڑنے کی آوازیں بھی آئیں۔

''جانے نہ پائے۔'' کسی نے چیخ کر کہا۔

حمید نے پہچان لیا۔ یہ ماتھر کی آواز تھی۔ فریدی بھی کھڑکی سے باہر جاچکا تھا۔ حمید اس کے پیچھے بھاگا۔ کیا ہوا۔'' فریدی نے چیخ کر پوچھا۔

''نکل گیا۔'' ماتھر ایک طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ وہ بیچارہ شاید اپنی فربہی کی وجہ سے دوڑ نہیں سکا تھا۔

''لڑکی'' فریدی نے بے تحاشہ پوچھا۔

''ٹھیک ہے۔ بخیریت ہے۔''

فریدی دوڑنے لگا۔ حمید بھی اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ ایک جگہ اچانک وہ ٹھوکر کھا کر گرا۔ پھر اسے کچھ یاد نہیں کہ کیا ہوا۔

دوسرے دن وہ اپنے کمرے میں پڑا پیشانی پر بندھی ہوئی پٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور پروین اس پر جھکی ہوئی تھی۔

"کیا میرا ساتھی ابھی نہیں آیا۔" حمید نے اس سے پوچھا۔

"نہیں۔" پروین نے کہا۔ "لیکن آپ زیادہ باتیں مت کیجئے۔"

"وہ پکڑا گیا یا نہیں۔"

"کیوں نہیں۔" پروین نے کہا۔ "ارے آپ اسی سے ٹھوکر کھا کر تو گرے تھے۔"

"ٹھوکر کھا کر۔"

"ہاں.... وہ پہلے نشہ کی جھونک میں گر گیا تھا۔ آپ کے ساتھی اور دوسرے پولیس والوں نے اُسے گرتے نہیں دیکھا۔ اسی لئے وہ اندھا دھند آگے بھاگتے چلے گئے اور آپ نے اتفاق سے اُسی سے ٹھوکر کھائی۔"

"میرا ساتھی یہاں کب سے نہیں آیا۔" حمید نے پوچھا۔

"وہ ابھی آئے ہی نہیں۔"

"اچھا.... دیکھوں گا اُسے۔" حمید دانت پیس کر بولا۔ "لیکن تم یہاں کیوں آئی ہو۔"

"آپ کی دیکھ بھال کے لئے۔ ویسے میں آپ لوگوں کے احسان سے کبھی سبکدوش نہ ہو سکوں گی۔"

"وہ عورت کون تھی۔" حمید نے پوچھا۔

"میں! آپ کے ساتھی نے مجھے اس کے لئے تیار کیا تھا اور مجھ پر نسیم کا میک اپ کر کے ماتھر صاحب کے ساتھ پہلے ہی کیمپ ریفرشو میں بھجوا دیا تھا اور پھر اگر ماتھر صاحب اس وقت میرے ساتھ نہ ہوتے تو اس کم بخت نے مجھے بھی مار ڈالا تھا۔"

"کچھ اور بھی حالات معلوم ہوئے۔" حمید نے پوچھا۔

"نہیں اور تو کچھ بھی نہیں۔"

"اقبال کا کیا حال ہے۔"

"اس وقت بھی نشے میں ہوگا۔" پروین بیزاری سے بولی۔ "اب کسی طرح اس پارٹی سے پیچھا چھوٹ جاتا.... تو بہتر تھا۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا...." حمید اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "میرا ساتھی سب کچھ ٹھیک کر لے گا۔ ایک کیا ہزار معاہدے تڑوا سکتا ہے! وہ بہت بڑا آدمی ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔" پروین مسکرا کر بولی۔ "وہ مجھے بتا چکے ہیں۔ کئی دنوں سے جانتی ہوں۔ ورنہ میں اس خطرناک ڈرامے میں حصہ ہی نہ لیتی۔ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک کر پیتا ہے۔"

"میں۔" حمید نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

"کل رات کو بڑا لطف آیا۔" پروین تھوڑی دیر بعد بولی۔

"کیا....؟" حمید نے پوچھا۔

"رام سنگھ کو اس کی اطلاع نہیں تھی۔ ماتھر صاحب اپنے ساتھ چند خاص آدمیوں کو لائے تھے۔ رام سنگھ نہ جانے کیوں پہلے ہی سے آپ لوگوں کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ کل جب آپ کیمپ ریفر شو کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ آپ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اتفاق سے وہ وہاں بہت دیر میں پہنچا۔ اس وقت جب فریدی صاحب وحید کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ راستہ میں رام سنگھ سے مڈ بھیڑ ہو گئی اس نے انہیں روکنا چاہا اس پر انہوں نے جھلا کر اسے جو ایک جانثار سید کیا ہے تو کئی قلابازیاں کھا گیا۔ فریدی صاحب اندھیرے میں آگے بڑھتے چلے گئے اُدھر ماتھر صاحب نے آپ کو گرے دیکھ لیا۔ وہاں پہنچے تو وحید بھی مل گیا، جو نشے میں ڈھیر تھا۔"

تھوڑی دیر میں رام سنگھ بھی منہ بسورتا ہوا وہاں آ پہنچا۔ آپ کو دیکھتے ہی کہنے لگا۔ "چلو ایک تو پکڑا گیا۔"

حمید ہنسنے لگا۔

"اور پھر فریدی صاحب کی واپسی پر وہ پھر ان پر جھپٹنے ہی جا رہا تھا تو ماتھر صاحب اپنی ہنسی کسی طرح نہ روک سکے۔ وہ بھی بڑے دلچسپ آدمی ہیں۔ انہوں نے اُسے اس وقت تک کچھ نہیں بتایا تھا اور اس وقت کا تو پوچھنا ہی کیا جب یہ راز کھلا ہے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے رام سنگھ کے منہ پر کالک لگا کر اُسے گدھے پر سوار کرا دیا ہو۔" یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ برآمدے میں قدموں کی آہٹ سنائی دی اور فریدی کمرے میں داخل ہوا۔ حمید اب اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اب تشریف لائے ہیں آپ۔" حمید منہ سکوڑ کر بولا۔

"بھئی کیا بتاؤں بڑی مشکل سے اس نے اقبال جرم کیا ہے۔" فریدی ایک کرسی پر بیٹھ کر

پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا۔ پھر پروین کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔

"ہلو.... بے بی.... اس نے میرے لئے چیخم دھاڑ تو نہیں مچائی۔ میں نے تمہیں یہاں ٹھہرنے کے لئے کہہ تو دیا تھا لیکن سوچ رہا تھا کہ یہ تمہیں بہت پریشان کرے گا۔ بچہ ہے نا۔ ذرا سی تکلیف میں آسمان سر پر اٹھالیتا ہے۔"

حمید اپنا انگوٹھا چوسنے لگا اور پروین بے اختیار ہنس پڑی۔ پھر تھوڑی دیر بعد فریدی ان دونوں کی حیرت سے پھیلی ہوئی آنکھوں کی زد میں بیٹھا انہیں وحید کی روداد سنا رہا تھا۔

"وحید ہی نے دیاوتی کو بھی قتل کیا تھا اور قتل کا باعث وہی نسیم والا ہار تھا سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دیاوتی نے جس بچے کا باپ اقبال کو ٹھہرایا وہ دراصل وحید کا تھا۔ اس کے اور دیاوتی کے پرانے تعلقات تھے جن کا علم کسی کو نہیں تھا۔ دوسری طرف وہ اقبال کو بھی خوش کرتی رہتی تھی۔ اس واقعہ کے بعد اس نے وحید سے کہا کہ وہ اس سے شادی کرلے لیکن وہ صاف انکار کر گیا۔ اس نے عدالت کی دھمکی دی اور وحید نے کہا کہ وہ بدنامی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر دیاوتی نے اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے وحید کی بلا اقبال کے سر منڈھ دی۔ چور اس کے دل میں بھی موجود تھا۔ اس لئے وہ پھنس گیا۔ حالانکہ اُسے اس پر شبہ تھا۔ اسی دوران میں وحید نے نسیم والا ہار دیاوتی کے پاس دیکھ لیا اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے دیاوتی کو بلیک میل کرنا شروع کردیا۔ اس نے اسے دھمکی دی کہ اگر وہ ہار اُسے نہیں دے گی تو وہ اقبال کو اس بچے کے متعلق بتادے گا۔ دیاوتی اس پر بھی نہ مانی تو اس نے ایک دن نسیم کو برومائیڈ پلا کر دیاوتی کے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ وہ اسے قتل کرنے پر آمادہ ہوگئی لیکن اس کا حملہ ناکامیاب رہا تھا۔ پھر پارٹی یہاں چلی آئی۔ وحید بدستور ہار پر قبضہ کرلینے کی دھن میں لگا ہوا تھا۔ پھر معلوم نہیں کس طرح دیاوتی نے وہ ہار نسیم کو واپس کردیا شاید وہ اس دن نسیم کا انتظار کررہی تھی۔ اسی لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ جس کا وہ انتظار کررہی تھی وہ یا تو اس کا شوہر ہوسکتا تھا یا کوئی آشنا یا پھر کوئی عورت۔ غالباً وحید اس وقت پہنچا جب نسیم ہار لے کر واپس جاچکی تھی۔ اس نے دیاوتی سے بھی پھر ہار کا مطالبہ کیا۔ اس پر دیاوتی نے اُسے ہار کے متعلق سب کچھ صحیح صحیح بتادیا۔ اسے یقین نہیں آیا اور اس نے غصے میں اسے قتل کردیا۔ دوسرے دن جب نسیم قتل ہوئی اسے ایک ویٹر ٹیلی فون کال ریسیو کرنے کے لئے بلا کر لے گیا تھا۔ اس نے حقیقتاً وحید کو سعید سمجھا تھا۔ بہرحال فون پر نسیم

بات کر رہی تھی۔ اس نے سعید کے دھوکے میں اسے ہار کے حاصل کر لینے کا واقعہ بتایا اور یہ بھی بتایا کہ وہ بالی کیمپ کے ریفرشو میں ٹھہری ہوئی ہے۔ وحید نے اس سے کہا کہ وہ رات کو قریب کی چٹانوں کے درمیان اسے ملے گا اور پھر اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ وہ اُسے پہچان گئی تھی اس لئے اسے ہار حاصل کرنے کے لئے تھوڑی دیر تک اس سے دھینگا مشتی بھی کرنی پڑی۔ بہر حال اس نے اسے قتل کر دیا۔ ہار کو اس نے جھیل کے کنارے دفن کر دیا تھا جسے بر آمد کر لیا گیا ہے۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔

"مگر اس بار آپ نے بہت بڑے بڑے شعبدے دکھائے ہیں۔" حمید ہنس کر بولا۔

پروین اس طرح خاموش بیٹھی تھی جیسے بت بن گئی ہو۔

"کیوں؟" فریدی اس کی طرف مڑا۔ "تم کیا سوچ رہی ہو؟"

"نہ جانے کیوں مجھے بھی اپنی موت سامنے دکھائی دے رہی ہے۔" پروین آہستہ سے بولی۔

"ہشت! تم ڈرو نہیں۔" فریدی سنجیدگی سے بولا۔ "میں اقبال سے سارے معاملات طے کر لوں گا اگر وہ نہ مانے گا تو پھر دوسرا راستہ اختیار کیا جائے گا۔"

پروین نے کوئی جواب نہ دیا۔

"میں تمہیں کسی آفس میں کوئی اچھی سی جگہ دلا دوں گا۔ فکر مت کرو۔" فریدی نے سگار سلگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب جا کر آرام کرو۔ تم بھی رات سے جاگ رہی ہو۔"

پروین چلی گئی۔ حمید کے ہاتھ آہستہ آہستہ دعا کے لئے اٹھ رہے تھے۔

"کیوں یہ کیا؟" فریدی نے مسکرا کر پوچھا۔

"مرنے سے پہلے۔" حمید کراہ کر بولا۔ "خدائے قدوس سے ایک التجا کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"

"یہی کہ اسی پروین ہی سے آپ کی محبت ہو جائے تاکہ کم از کم چھٹیوں کا زمانہ تو سکون کے ساتھ گزرے۔" حمید نے منہ بسور کر کہا اور فریدی نے اس کی پیٹھ پر ایک زوردار دھول جمادی۔

ختم شد